عورت کا لباس



اُمِ عبدِ مُنیب



مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور



اہتمام ———— محمد عبد منیب

ناشر ———— مشربہ علم وحکمت

اشاعت اول ———— شوال ۱۴۲۸ھ

قیمت ———— 50:00

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دار الفکر)

ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270563

ڈسٹری بیوٹر: دار الکتب السلفیہ

(4 شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان 54000) Ph:092-042-7237184

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ فون: 631204

فہرست

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لباس کی اہمیت

لباس اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لے کر ذکر کیا چنانچہ فرمایا:

﴿ يَا بَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ يٰبَنِيٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

[الاعراف: ۲۶، ۲۷]

”اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت بھی ہے اور لباس تو تقویٰ ہی کا بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ شاید لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں فتنے میں مبتلا کر دے جیسا کہ اس نے

تمہارے والدین کو جنت سے نکلوادیا تھا اور ان سے ان کے لباس اتروا دیئے تھے تاکہ انھیں ان کی شرم گاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا سرپرست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

اس آیت میں مندرجہ ذیل باتیں بتائی گئی ہیں:

- ......لباس وہ نعمت ہے جو بارگاہِ ربانی سے خصوصی طور پر اولادِ آدم کے لیے نازل ہوا، چنانچہ دنیا کی کسی اور مخلوق کو لباس کا مکلّف نہیں ٹھہرایا گیا۔
- ......لباس جیسی اہم، قیمتی اور خصوصی نعمت کا مقصد انسانی بدن کے ان حصوں کو ڈھانپنا ہے جن کو ننگے رکھنا باعثِ ننگ وعار ہے۔
- ......لباس کا مقصد جسم کو خوب صورتی عطا کرنا ہے، انسان ننگے بدن ہو تو وہ بدصورت لگتا ہے۔ لباس جتنا خوب صورت ہوگا انسان اتنا ہی زیادہ خوب صورت نظر آئے گا۔
- ......تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے اس کے منع کردہ امور کو چھوڑ دینا اور جو ہدایات اس نے دی ہیں انہیں اختیار کرنا۔ یہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ لباس کے بارے اللہ تعالیٰ نے جو ہدایات دی ہیں وہی لباس پہننا تقویٰ کا تقاضا ہے۔
- ......لباس اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ہے اور ربانی ہدایات کے مطابق لباس

پہننا نصیحت کے حصول کا مظہر ہے۔

○......شیطان کی طرف سے یہ خدشہ برابر موجود ہے کہ کہیں وہ تمہارا لباس نہ چھین لے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کا لباس اتر وادیا تھا۔

○......شیطان اور اس کا خاندان تمہارا ایسا دشمن ہے جسے تم نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ اور اس کے ساتھی تمہیں تاکتے رہتے ہیں اور موقع پاتے ہی حملہ کر دیتے ہیں۔

○......شیطان کے ساتھی صرف وہی لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ایمان لانے والے اس کے دوست ہو ہی نہیں سکتے۔

مندرجہ بالا آیت لباس کے تمام مثبت اور منفی پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ آنے والی سطور میں اسی آیت پر مشتمل ہدایاتِ ربانی اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں وضاحت پیش کی جائے گی۔ چونکہ ہمارا موضوع عورت کا لباس ہے لہٰذا ہم اسے عورت ہی سے متعلق محدود رکھیں گے۔

لباس کا پہلا مقصد قابل ستر جگہوں کا ڈھانپنا

ستر ایک شرعی اصطلاح ہے جس سے مراد بدن کے ان اعضا کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا ہے جنہیں ننگا رکھنا حیا کے منافی ہے، نیز شریعت یہ اجازت نہیں دیتی کہ انہیں ننگا رکھا جائے البتہ مجبوری کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔

عورت کا ستر

عورت کے ستر کے بارے مختلف محدثین اور فقہاء نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جو کچھ سمجھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

○...... مالکی فقہاء کی رائے: عورت کا ستر اس کا پورا جسم ہے سوائے چہرے، سر، گردن، دونوں ہاتھ، دونوں پیر کے۔ [فقہ النساء]

○...... حنبلی فقہاء: عورت کے ستر کی حد چہرہ، گردن، سر، دونوں ہاتھ، دونوں پیر اور پنڈلیوں کے سوا پورا جسم ہے۔

○...... حنفی عالم مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ: عورت کو اپنے شرعی محرم کے سامنے ناف سے زانو تک اور کمر اور پیٹ کا کھولنا حرام ہے۔ سر، چہرہ، بازو اور پنڈلی کو کھولنا گناہ نہیں گو بعض اعضاء کا بلاضرورت ظاہر کرنا بھی مناسب

نہیں۔[اصلاحِ خواتین، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ]

○......حنفی عالم مفتی سید احمد علی سعید: محارم سے چہرہ، بازو، سینہ، پنڈلیاں اور سر کا پردہ نہیں اگر ان میں سے کوئی عضو کھلا رہ جائے گا تو نہ عورت گنہگار نہ مرد۔ لیکن حیا اور تہذیب وادب کی حدود کا پاس رکھنا ضروری ہے۔

○......ابوبکر الجزائری: خاتونِ اسلام اپنی پنڈلی اور بازو کو اہل خانہ کے سامنے نہیں کھولتی۔ نہ ہی اپنے سر اور سینے کو کھولتی ہے تاکہ اس کا بالی یا ہار دکھائی دینے لگے۔[المراۃ المسلمہ اردو ترجمہ خاتونِ اسلام] گویا ان کے خیال میں پنڈلیاں، بازو، سر اور سینہ بھی ستر میں شامل ہے۔

○......ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں: گھر میں محرموں کے لیے عورت کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم ستر ہے وہ بہرحال ڈھکا رہے گا۔[اسلام میں عورت کا مقام]

ستر کی مندرجہ بالا تشریحات کا ماحصل یہ ہے کہ عورت کا سر، پنڈلیاں، بازو اور گردن کا محرم کے سامنے کھل جانا حرام نہیں لیکن بغیر ضرورت کھلا رکھنا ممنوع ہے۔ یعنی عورت ایسا لباس ان کے سامنے نہیں پہنے گی، جس سے سر، پنڈلیاں، بازو اور گردن محرموں کے سامنے ننگی ہوں۔ اگر کسی وقت یہ کھل جائیں اور محرم کی نظر پڑ جائے تو حرام نہیں کیونکہ ایک ہی گھر میں رہتے اور کام کاج کرتے وقت ایسا ہونا ممکن ہوتا ہے۔

عورت کا ستر ڈھانپنے والا لباس وہ ہے جس میں مندرجہ ذیل اوصاف پائے جائیں۔

① ......لباس اتنا باریک نہ ہو کہ جسم کا رنگ یا جھلک نظر آئے۔

② ......اتنا تنگ نہ ہو کہ جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہوں۔

③ ......اتنا چھوٹا نہ ہو کہ پنڈلیاں، بازو، گردن، سینہ وغیرہ ڈھانپنے سے قاصر ہو۔

گویا عورت اپنا لباس تیار کرتے وقت اتنا لمبا بنائے گی کہ اس کے کلائی تک ہاتھ، پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی پورا بدن لباس سے ڈھک جائے۔ نیز لباس کی کٹائی، سلائی اور کپڑے کے انتخاب میں یہ امر ملحوظ رکھے گی کہ اعضائے ستر کسی طرح بھی ظاہر نہ ہوں۔

یاد رہے کہ اگر لباس میں عورت مندرجہ بالا تین اوصاف کو ملحوظ نہیں رکھتی تو پھر وہ ان عورتوں میں شمار ہوگی جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، اور جن سے شیطان نے ان کا لباس چھین لیا ہے۔

فتنہ عریانیت اور شیطان

شیطان نے بنی آدم کے ماں باپ سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میرا کہنا مان لو اور اس درخت کا پھل کھالو، جس سے تمہیں تمہارے رب نے منع کیا ہے وہ اتنی بڑی قسم اٹھانے والے مکار و عیار دشمن کے جھانسے میں آ گئے اور اللہ کے منع کردہ درخت کا پھل چکھ لیا اور ساتھ ہی ان کی بیوی نے بھی۔ اسی وقت ان دونوں کے جسم پر سے جنت کا لباس اتر گیا اور وہ ننگے ہو گئے۔ پہلی بار اپنا آپ ننگا دیکھ کر ان کے اندر حیا کی فطری صفت نے اپنی برہنگی کو چھپانے کے لیے درختوں کے پتوں کا سہارا لیا۔ یوں شیطان نے انہیں جنت سے نکلوا دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ زمین پر سکونت اختیار کرنے کے لیے ہی پیدا کیے گئے تھے۔

شیطان کا انسان پر یہ سب سے پہلا حملہ تھا جس کا مقصد انسان کو برہنہ اور بے حیا بنانا تھا۔ شیطان تب سے اب تک اس کوشش میں مصروف ہے اور وہ مختلف طریقوں سے ابن آدم پر حملے کرتا چلا آ رہا ہے۔

اس نے انسان سے حیا کی صفت چھیننے کے لیے ایک خفیہ اور پر فریب چال چلی۔ اس نے انسان کا لباس اتروانے کی بجائے اسے ایسے فیشنوں سے متعارف

کروایا۔ جو اس کے مقصد کا زینہ ثابت ہوئے۔ ان فیشنوں کی وجہ سے لباس ستر پوشی کے بجائے برہنگی ...... زیب و زینت کی بجائے اوچھا پن ...... اور تقویٰ کی بجائے بے ہودگی کی علامت بن گیا۔

فتنہ برہنگی کے لیے اس نے عورت کو اپنا آلہ کار بنایا کیونکہ جب بنی سنوری نیم برہنہ عورت مرد کے سامنے آتی ہے تو مرد متقی ہونے کے باوجود عورت کی خواہش میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تركت بعدي فتنة اضر على الرجال من النساء . [صحيح بخاري: ٥٠٩٦، صحيح مسلم: ٢٧٤٠، ابن حبان: ٥٩٦٧، مسند احمد: ٢٢٠٨٩]

''میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر اور کوئی فتنہ مردوں کے لیے ضرر رساں نہیں چھوڑا۔''

غیر ساتر لباس پہننے پر وعید

ایسی عورت کے لیے کیا وعید ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنیے:

صنفانِ من اهل النار لم ارهما قوم معهم سياطٌ كاذناب البقر يضربون بها الناس ونساءٌ كاسياتٌ عارياتٌ، مميلاتٌ، مائلاتٌ رؤسهن كاسنمة البخت المائلة لا

تدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وانّ ريحها ليوجد من مسيرةٍ كذا وكذا . [صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات، مسند احمد: ۲/ ۷۳۵۵، تھوڑے سے الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ]

''دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے ابھی نہیں دیکھا ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسرے وہ عورتیں ہوں گی جو لباس تو پہنتی ہوں گی مگر ننگی ہوں گی۔ سیدھی راہ سے بہکانے والی اور خود بہکنے والی ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی دور دور سے آتی ہے۔''

ایک روز رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو فرما رہے تھے۔ ہندہ بنت الحارث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں:

لاالہ الااللہ سبحان اللہ ماذا انزل الليلة من الفتن؟ وماذا انزل من الخزائن؟ من يوقظ صواحب الحجرات، كم من كاسيةٍ فى الدنيا عارية يوم القيامة. [صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ماكان النبی ﷺ من اللباس والبسط]

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں سبحان اللہ! آج رات کیا کیا فتنے نازل ہوئے ہیں اور کیا کیا خزانے ظاہر ہوئے ہیں؟ کوئی ہے جو حجرے والیوں کو جگا دے۔ بہت سی وہ عورتیں جو آج دنیا میں لباس پہنے ہوئے ہیں، آخرت میں ننگی ہوں گی۔''

اس حدیث کے راوی زہری کہتے ہیں، اس حدیث کی راویہ ہندہ بنت الحارث اپنی آستینوں میں گھنڈیاں رکھتی تھی جوان کی انگلیوں کے درمیان ہوتی تھیں۔

طبرانی نے بہ سند صحیح یہ روایت نقل کی ہے۔

سیکون فی امتی نساء کاسیات عاریات علی رؤسهن کاسنمة البخت، العنوهن فانهن ملعونات .

[معجم صغیر، به سند صحیح، بحواله فقه النساء]

''عنقریب میری امت میں ایسی عورتیں ہوں گی جو بہ ظاہر لباس پہنے ہوں گی لیکن اصل میں وہ ننگی ہوں گی اور ان کے سروں پر بختی اونٹ کی کوہان کی مانند (جوڑا) ہوگا، ان پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ عورتیں ملعون ہیں۔''

مندرجہ بالا احادیث سے مندرجہ ذیل امور کا پتا چلتا ہے:

○......بعض عورتیں لباس پہنے ہوئے بھی ننگی ہوتی ہیں (چھوٹا، تنگ، باریک یا سوراخ دار اور کٹے ہوئے ڈیزائن والا ہونے کی وجہ سے) یہ کاسیاتٌ عاریاتٌ کا مفہوم ہے۔

○......قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بھی ایسی عورتوں کو لباس نہیں پہنائے گا کیونکہ یہ دنیا میں ننگا رہنے کو پسند کرتی تھیں۔ (یعنی قابلِ ستر اعضا کو ننگا اور نمایاں کرنے والا لباس پہنتی تھیں۔)

○......لباس پہن کر ننگا رہنا (باریک، چھوٹا یا تنگ لباس پہننا) دوسروں کو یہ دھوکہ دینا ہے کہ ہم نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں حالانکہ مقصد ستر کو ڈھانکنے کے بجائے قابلِ ستر اعضا کو ظاہر کرنا ہے۔

○......غیر ساتر لباس (چھوٹا، تنگ اور باریک) لباس پہننے والی عورتیں خود مردوں کو دعوتِ نظارہ دے کر اپنی طرف مائل کرتی ہیں جو بدترین گناہ ہے۔ (یہ ممیلات کا مفہوم ہے۔)

○......غیر ساتر لباس پہننے والی عورتیں خود بھی مردوں پر ریجھنے والی ہوتی ہیں (یہ مائلات کا مفہوم ہے۔)

○......بختی اونٹوں کی کوہان کی مانند جوڑے ان کے سر پر ہوتے ہیں یعنی وہ اپنے بال پشت پر سیدھے چھوڑنے گوندھنے یا باندھنے کے بجائے ان کا جوڑا

بناتی ہیں ۔(جوڑا بنانا بھی ممنوع ہے۔)

- ......ایسی عورتوں کی چال بھی بختی اونٹ کی طرح مٹک مٹک کر چلنے والی ہوتی ہے۔ جو فاحشہ عورتوں ہی کی ایک علامت ہے۔
- ......رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو حکم دیا کہ ان پر لعنت بھیجو۔ لعنت سے مراد اللہ کی رحمت سے دور ہونا ہے۔
- ......لباس پہننے کے باوجود ننگا رہنے والی عورتوں کے لیے جنت میں داخلہ تو دور کی بات ہے جنت کی خوشبو بھی حرام ہوگی۔ یعنی ان کے اس گناہ کی وجہ سے انہیں جنت سے دور رکھا جائے گا۔
- ......اس حدیث کی راوی خاتون ہندہ بنت الحارث قمیص کے بازو اتنے لمبے رکھتی تھیں کہ انگلیوں میں ان کی گھنڈیاں ہوتی تھی۔

لباس پہننے کے مقصد ستر پوشی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی عورتوں کے لباس میں اوّلیت دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ بالا وعید ان کے پیش نظر رہتی تھی۔ اور وہ اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کے لباس میں صرف شرعی حدود ہی کو ملحوظ رکھتے تھے......ان کا طریق کار کیا تھا۔ انہوں نے باریک، تنگ، مختصر لباس کو کس کس زاویے سے سمجھا۔ آیئے انہی کے عمل کی روشنی میں ہم بھی سمجھیں۔

باریک لباس

بنوتمیم کی کچھ عورتیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئیں۔ انہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تم مسلمان ہو تو یہ مسلمان عورتوں کا لباس نہیں اور اگر تم غیر مسلم ہو تو بے شک یہ لباس پہنے رہو۔'' [بحواله فقه النساء]

معلوم ہوا کہ باریک لباس پہننا غیر مسلم عورتوں کا کام ہے۔

اگر عورت باریک لباس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا جوڑ کر سیئے اور پہنے تو پھر اس کا استعمال درست ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کپڑوں میں سے ایک کپڑا دیا جو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لائے تھے۔ میں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ میں نے وہ کپڑا نہیں پہنا تو فرمایا: ''کیا بات ہے تم نے اسے نہیں پہنا۔'' میں نے عرض کیا: ''میں نے تو وہ اپنی بیوی کو دے دیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

مرها فلتجعل لها غلالة، فاني اخاف ان تصف حجم عظامها.

''اسے کہو کہ وہ نیچے کوئی اور کپڑا لگا لے، مجھے ڈر ہے کہ اس میں سے اس

کی ہڈیوں کی ساخت نمایاں ہوگی۔" [الاحادیث المختارہ از ضیاء المقدسی، امام احمد، امام بیھقی، بہ سند حسن سنن ابی داؤد]

آج کل آرگینزا اور جالی دار کپڑوں کے نیچے استر لگانے کے بجائے الگ شمیض پہنی جاتی ہے۔ یہ طریقہ حفظِ ستر کے لحاظ سے درست نہیں۔ بہتر یہی طریقہ ہے کہ زیادہ باریک کپڑے کے نیچے استر لگا کر سیا جائے۔ البتہ جب کپڑا موٹا ہو اور اس احتیاط کے پیش نظر کہ بے ستری نہ ہو نیچے شمیض وغیرہ پہن لی جائے تو ایسا کر سکتے ہیں۔

بعض کپڑوں کا رنگ گاڑھا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ موٹے نظر آتے ہیں۔ ایسے کپڑوں کو جسم سے تھوڑا سا دور رکھ کر دیکھیں اگر جسم کی ساخت یا رنگ نظر آ رہا ہے تو اس کے نیچے دوسرا کپڑا ضرور لگائیں۔ کیونکہ ایسا باریک کپڑا جس سے جسم نمایاں ہوتا ہو اس کے نیچے دوسرا کپڑا پہن کر (شمیض، بنیان، پاجامہ وغیرہ) اوپر باریک لباس پہنا جائے تو ستر پوشی کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس طرح نیچے پہنے ہوئے کپڑے کی وجہ سے جسم کی ساخت نظر آئے گی جب کہ مقصد ساخت کو چھپانا ہے۔

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہلکے رنگ کے کپڑے کو گیلا کر کے جسم سے چپکا کر دیکھیں اگر جلد کی جھلک نظر آئے تو یہ کپڑا باریک ہے۔ کیونکہ لباس عورت کا عمومی

پہنا وا ہے۔ برتن، فرش یا کپڑے دھوتے ہوئے گیلا بھی ہو جاتا ہے یا بسا اوقات بارش میں بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر لباس جسم کو گیلا ہونے کے بعد نمایاں کرے تو یہ بے پردگی ہے۔

تنگ اور جسم کی بناوٹ ظاہر کرنے والا کپڑا

بناوٹ دو طرح سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ یا تو کپڑا چست اور تنگ ہو یا کھلا ہی ہو۔ لیکن اس کی بُنائی ایسی ہو کہ جسم کے اعضا کو نمایاں کرے جیسے بعض جرسی کپڑے وغیرہ۔

دوسرے جس کپڑے کے موٹا ہونے کے باوجود یہ شبہ ہو کہ اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہو گی اس کے نیچے بھی کوئی اور کپڑا لگا لینا یا پہن لینا چاہیے۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

عروہ بن زبیر اپنی والدہ اسماء بنت ابی بکر کے لیے کپڑا لائے۔ اس دور میں وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں اور بینائی جاتی رہی تھی۔ انہوں نے کپڑے کو ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا اور واپس کر دیا۔ منذر نے کہا "اماں جان یہ شفاف (باریک) تو نہیں ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "شفاف (باریک) تو نہیں لیکن جسم کی ساخت کو نمایاں کرتا ہے۔" [ابن سعد به سند صحیح بحواله فقه النساء]

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتانی کپڑا آیا۔ آپ نے اسے تقسیم کر دیا۔ بعد ازاں

خیال آیا اور فرمایا: ''خیال رکھنا اسے تمہاری عورتیں نہ جھپٹ لیں۔'' اس پر ایک شخص نے کہا: ''میں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو پہنا کر دیکھا، وہ گھر میں چلی پھری، وہ سیدھی چلی، پھر پیٹھ موڑ کر چلی، میرا خیال ہے وہ کپڑا باریک نہیں ہے۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لیکن وہ جسم کی بناوٹ کو ظاہر کرتا ہے۔''

ان دونوں روایات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

- ......بعض کپڑے موٹے ہونے کے باوجود جسم کے خدوخال کو نمایاں کرتے ہیں۔
- ......بعض کپڑوں کی بنائی ایسی ہوتی ہے کہ موٹے اور ڈھیلے ڈھالے ہونے کے باوجود جسم سے چپک جاتے ہیں اور اعضائے بدن نمایاں ہوتے ہیں۔
- ...... جو کسی کو باریک یا خدوخال نمایاں کرنے والا کپڑا دے اسے تاکید کردے کہ وہ نیچے دوسرا کپڑا لگا لے یا پہن لے۔
- ...... بوڑھی خواتین کے لیے بھی لباس کی وہی حدود ہیں جو جوان خواتین کے لیے ہیں (البتہ وہ اپنا چہرہ ننگا رکھ سکتی ہیں غیر محرموں سے بھی بشرطیکہ سنگھار وغیرہ کی کوئی چیز استعمال نہ کی ہو۔ تفصیل ''بوڑھی عورت کا لباس'' میں دیکھئے)
- ......صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی بیویوں کو کپڑا پہناتے تو مختلف زاویوں سے انہیں چلا پھرا

کر دیکھتے کہ یہ کپڑا جسم کے اعضاء کو ڈھانکنے کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے یا نہیں؟

○......لباس اتنا تنگ نہیں ہونا چاہیے کہ جسم کے اعضاء الگ الگ نظر آئیں۔

الشیخ محمد ابراہیم اپنے ایک فتویٰ میں کہتے ہیں: فقہائے کرام نے صراحت کی ہے کہ باریک کپڑے پہننا جن سے بدن جھلکے اگر چہ پورا بدن ڈھکا ہوا ہو، مرد وزن ہر ایک کے حق میں ممنوع ہے۔ خواہ عورت گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔ امام احمد نے اسے نصاً وصریحاً ممنوع کہا ہے۔ شافعیہ نے ایسے کپڑوں کے استعمال کی بھی نفی کی ہے جن سے جسم کی خوب صورتی، کھردراپن، نرمی اور حجم (سائز) ظاہر ہو۔

مختصر لباس

رسول اللہ ﷺ نے جن عورتوں کو کاسیات عاریات "لباس پہننے کے باوجود ننگی"......فرمایا ہے ان میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جو لباس اتنا چھوٹا پہنتی ہیں کہ ستر کی جگہیں کم یا زیادہ ننگی ہوتی ہیں۔ عورت کا لباس ایسا ہونا چاہیے جو قمیض کی آستینیں کلائی تک اور شلوار کے پائچے ٹخنوں تک ڈھک لے۔ کیونکہ ہاتھ، پیر اور چہرے کے علاوہ عورت کے بقیہ تمام اعضاء کے لیے شریعت نے لباس تجویز کیا ہے۔ جس کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جر ثوبه خيلاء لم

ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ، فقالت ام سلمۃ: فکیف تصنع النساء بذیولھن، قال یرخین شبرا، قال اذا تنکشف اقدامھن، قال فیرخینہ ذراعا لا یزدن . [ابوداؤد کتاب اللباس، باب فی الانتقال، ح:٤١١٧۔ سنن ترمذی ابواب اللباس، باب ماجاء فی القمص، ح:١٧٣١۔ واللفظ لہ واصلہ فی صحیح مسلم، ح:٢٠٨٥۔ ریاض الصالحین، باب صفۃ طول القمیص والکم، والازار وطرف العمامۃ وتحریم اسبال شی من ذلک علی سبیل الخیلاء ...... ،ح: ٨٠١]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنا کپڑا لٹکا کر اور گھسیٹ کر چلے گا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔'' یہ سن کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''عورت اپنا دامن کتنا نیچے چھوڑے؟'' آپ نے فرمایا: ''نصف پنڈلی سے لے کر نیچے تک بالشت بھر۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اس طرح تو پاؤں کھل جائیں گے۔'' آپ نے فرمایا: ''تو ہاتھ بھر نیچے چھوڑے۔ اور اس سے زیادہ نہ چھوڑے۔''

دراصل مشرک اور عجمی لوگ تکبر کے طور پر اپنے ازار نیچے زمین پر گھسیٹ گھسیٹ کر چلتے تھے۔ رسول اللہ نے ان کے تشبہ سے بچانے کے لیے مردوں کو حکم

دیا کہ وہ اپنا ازار نصف پنڈلی تک رکھیں۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم تھا کہ عورت کے پیر، ٹخنے یا ٹخنے سے جڑی ہوئی اوپر سے پنڈلی ننگی نہیں رہنی چاہیے۔لہٰذا انہوں نے آپ سے مسئلے کی وضاحت چاہی۔

اس روایت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- ......عورت جو کپڑا ٹانگوں پر پہنے اسے اتنا لمبا ہونا چاہیے کہ وہ پاؤں کے ٹخنوں کو ڈھانپ لے۔
- ......جو کپڑا گلے میں پہنے اس کے بازو اتنے لمبے ہونے چاہئیں کہ کہنیوں کے بعد کا حصہ کلائی تک پورا ڈھک جائے۔
- ...... گلے کی طرف سے پہننے والے کپڑے کا گلا اتنا کھلا نہیں ہونا چاہیے کہ گردن کے علاوہ کوئی حصہ جیسے کندھے اور سینہ یا سینے اور گردن کے درمیان کا حصہ نظر آئے۔ کیونکہ یہ بھی ان اعضا میں سے ہے جن پر کپڑا پہننا چاہیے۔

کٹے ہوئے یا سوراخ دار کپڑے

کپڑا پہننے کے باوجود وہ عورتیں بھی ننگی کہلائیں گی جو لباس کا ڈیزائن بناتے ہوئے اسے ان جگہوں سے چیر دیتی ہیں یا اس میں سوراخ رکھتی ہیں جن جگہوں پر لباس پہننا شریعت نے ضروری قرار دیا ہے۔ چرا ہوا کپڑا کئی طرز کا ہوتا ہے، مثلاً

○......قمیض کے چاک اتنے لمبے رکھنا کہ عورت کے پہلو ظاہر ہوں اور کوکھ کے دائیں بائیں حصے نظر آئیں۔ چاہے ان پر شلوار ہی کیوں نہ ہو پھر بھی عورت کی قمیض ایسی ہونی چاہیے جو کم از کم نصف ران تک عورت کی ٹانگوں کو چاروں طرف سے ڈھانک لے اور سامنے اور پیچھے کی طرف سے کم از کم گھٹنوں تک لمبی ہونی چاہیے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبی رکھی جاسکتی ہے۔ چاک چھوٹے ہونے کی صورت پیٹ پر سے بھی کپڑا اٹھ جاتا ہے، چاہے نیچے بنیان پہنی ہو پھر بھی حتی الامکان کپڑا نہیں اٹھنا چاہیے۔

○......شلوار کے پائچے یا قمیض کے بازو چیر کر بھی ہوسِ عریانی کو تسکین پہنچائی جاتی ہے۔ قمیضوں، شلواروں یا دیگر کپڑوں کے درمیان راسی یا عمودی رخ پر چیر دے کر مختلف ڈیزائن بنائے جاتے ہیں۔ بعض ڈیزائنوں میں مختلف انداز کے سوراخ بنائے جاتے ہیں، یہ بھی غیر ساتر رواج ہے۔

نیز ایسے لباس کی تیاری میں وقت اور مالِ کثیر خرچ ہوتا ہے۔ اگر ساتر لباس نیچے پہن کر ایسے ڈیزاؤں کے کپڑے پہنے جائیں تو بھی درست نہیں کیونکہ لوگوں میں برے فیشن کی اشاعت ہوتی ہے۔ نیز ہر عورت اتنی سمجھ دار نہیں ہوتی کہ وہ نیچے ساتر لباس پہن کر ہی اس چرے ہوئے یا سوراخ دار کپڑے کو پہنے۔

لباس کا دوسرا مقصد زیب وزینت

اللہ تعالیٰ نے لباس کا دوسرا مقصد زیب وزینت بتایا ہے۔ انسان کی فطرت میں یہ چیز رکھی گئی ہے کہ وہ خوب صورت بننا اور خوب صورت لگنا نیز خوب صورت چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

مرد کی نسبت عورت کے لیے لباس کے ذریعے زیب وزینت حاصل کرنا زیادہ اہمیت کا حامل بھی ہے اور اسلام میں عورت کے لیے خاصی وسعت بھی رکھی گئی ہے۔ یوں بھی عورت نازک اندام ہے اور اس کی نزاکت کے پیش نظر لباس، زیورات اور بناؤ سنگھار کے دیگر بہت سے لوازمات جائز قرار دیئے گئے ہیں تاکہ مرد کی رغبت اس کی طرف پوری طرح رہے اور مرد عورت سے سکینت، نشاط، تازگی اور سرور حاصل کرے۔

نیز عورت کی طبیعت میں بھی یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ زیب وزینت اختیار کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے اور اس کے نت نئے طریقے بھی ایجاد کرتی ہے۔

عورت کے لیے لباس کی زیب وزینت جائز ہے چنانچہ وہ پھولدار، سادہ، ہر رنگ کے، ریشمی، سوتی، اونی یا کسی اور کیمیکل کے بنے ہوئے کپڑے پہن سکتی

ہے۔

ریشمی لباس

یہ نرم ملائم، چمکیلا اور نازک ہوتا ہے اور یہ بذاتِ خود زینت ہی کی ذیل میں آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے مسلمان مردوں پر حرام قرار دیا گیا ہے، جس کی وضاحت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار ریشمی جُبّہ آیا۔ آپ نے اسے میری طرف بھیجا۔ میں یہ کپڑا پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے چہرے پر ناگواری دیکھی۔ میں نے عرض کیا "یہ کپڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے مجھے بھیجا تھا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اس لیے نہیں دیا تھا کہ خود پہنو بلکہ اس لیے دیا تھا کہ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَآءٍ تاکہ تم اس کو پھاڑ کر عورتوں کی اوڑھنیاں بنالو۔" [بخاری، مسلم، کتاب اللباس]

آپ نے ایک بار علی کو ریشمی کپڑا بھیجا اور ساتھ کہلا بھیجا۔

شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ . [کتاب اللباس، صحیح مسلم]

"اسے پھاڑ کر فاطماؤں کی اوڑھنیاں بنالو۔"

فواطم سے مراد فاطمہ بنت محمد...... فاطمہ بنت اسد (رسول اللہ کی چچی، علی کی والدہ) اور فاطمہ بنت حمزہ (رسول اللہ کے چچا کی بیٹی) ہے۔

لباس پر زیب وزینت کرنا

عورت اپنے لباس پر مختلف رنگوں، دھاگوں، کپڑے کے ٹکڑوں، جھالروں، گوٹے طلے، موتی، ستارے، شیشے وغیرہ کے ذریعے جیسی چاہے زینت کرسکتی ہے۔ ایسی زینت عورتوں کے لیے حلال ہے جب کہ مردوں کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"زیب وزینت کے لباس عورتوں کے لیے رہنے دو، ہم تکلف سے روک دیئے گئے ہیں۔" [صحیح بخاری، باب ما یکره من کثرة السوال وتکلف ومالیفیه، جلد: ۲]

البتہ بعض زیب وزینت ممنوع ہے جس کا ذکر آئندہ سطور میں کیا جارہا ہے۔

لباس پر ممنوع زیب وزینت:

مندرجہ ذیل چیزیں لباس زیب وزینت کی غرض سے اختیار کرنا ممنوع ہیں:

باریک لباس:

لیکن ممنوع ہے دلائل گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

تنگ لباس:

ایسا لباس جسے تنگ سی کر زیب و زینت اختیار کی جائے حرام ہے۔ لباس ڈھیلا ڈھالا اور اتنا کھلا ہونا چاہیے کہ اعضاء کی ساخت کا پتا نہ چلے۔ دلائل گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

مختصر لباس:

زیب و زینت کے طور پر مختصر لباس پہننا حرام ہے۔ دلائل گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

کٹے ہوئے یا سوراخ والے ڈیزائن:

ان سے ستر ڈھکنے کے تقاضے پورے نہیں ہوتے، لہٰذا لباس پر زیب و زینت کے لیے نہ تو اسے چیرا جائے گا اور نہ ہی اس میں سوراخ کیے جائیں گے کہ یہ سخت ممنوع ہے۔ دلائل گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

باہم ٹکرا کر آواز پیدا کرنے والی چیزیں لگانا یا لٹکانا:

لباس پر زیب و زینت کے لیے کوئی ایسی چیز لگانا یا لٹکانا جس کے باہم ٹکرانے یا ہلنے سے کسی بھی قسم کی مدھم یا تیز آواز پیدا ہو درست نہیں۔

جانداروں کی تصاویر

جس لباس پر کسی جاندار کی تصویر ہو وہ لباس نہ مرد کے لیے جائز ہے نہ عورت

کے لیے نہ ہی کسی اور استعمال کے لیے، ہاں اس کے نیچے بچھانے والے کپڑے بنائے جاسکتے ہیں جب کہ ایسا کپڑا خرید لیا جائے اور اسے تلف کرنے سے مالی نقصان اٹھانا پڑے۔ رسول اللہ ﷺ سے جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

انا لا ندخل بيتا فيه صورة ولا كلبٌ .

''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، وہاں ہم فرشتے نہیں جاتے۔'' [صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملئكة بيتا فيه صورة، رقم الحديث: ٩٠٠]

اگر جاندار کی تصویر والا لباس پہنا ہوگا تو پھر رحمت کے فرشتے قریب نہیں آئیں گے۔ نیز یہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی بھی ہے۔

غیر مسلموں کے مذہبی شعار کی تصویر والا لباس

جن کپڑوں پر کسی غیر مسلم کے مذہبی شعار کی تصویر ہو وہ لباس اور ایسی ہر چیز کا استعمال کرنا درست نہیں البتہ اگر اس سے مذہبی شعار کی شکل کو ختم کر دیا جائے تو پھر استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل بیان کیا گیا ہے:

''جس چیز پر صلیب ہوتی آپ اسے توڑے بغیر نہ چھوڑتے۔'' [صحیح بخاری، کتاب اللباس: ٤١٥١، باب نقض الصور، سنن ابی داؤد]

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے طواف کے دوران ایک عورت پر ایسی چادر دیکھی جس پر صلیب بنی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: اسے پھینک دو، اسے پھینک دو کیونکہ رسول

اللہ ﷺ ایسی چیز (صلیب والی) دیکھتے تو اس کو چیر دیتے۔

[مسند احمد: ٦/ ١٤٠، الشیخ احمد البنا نے اس کی سند کو جید قرار دیا۔ ملاحظہ ہو بلوغ الامانی: ٧/ ٢٨٥۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داریاں ص: ١٤٠، از ڈاکٹر فضل الٰہی]

مذہبی شعار سے مراد غیر مسلموں کی مخصوص مذہبی علامات ہیں مثلاً عیسائیوں کی صلیب یا کسی گرجا کی تصویر...... یہودیوں کا چھ کونوں والا ستارہ...... ہندو کا اشوک چکر......وغیرہ۔

انگلش حروف والا لباس

جس لباس پر انگلش حروف نمایاں الفاظ میں اور نمایاں حصوں پر لکھے ہوں، ان کو بھی پہننے سے گریز کرنا بہتر ہے کیوں کہ دورِ حاضر میں انگلش بولنے والی قوم اور انگلش تہذیب نے مسلمانوں کو بھی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اس سے ان کی زبان سے محبت اور واقفیت ہوتی ہے نیز اس زبان کی اشاعت بھی ہوتی ہے۔

[دیکھئے فتاویٰ برائے خواتین اسلام]

تکبر اور شہرت کا لباس

لباس کا خوب صورت ہونا اپنی جگہ درست لیکن خواتین ہوں یا مرد، ان کے لیے ایسے لباس پہننا جن میں تکبر پایا جائے یا شہرت کی نیت پوشیدہ ہو، درست

نہیں۔ یہ بیماری خواتین میں خصوصاً ہوتی ہے کہ وہ منفرد ڈیزائن اور پرنٹ والے کپڑے پہنتی ہیں۔ اس کے لیے اگر انہیں کثیر مال بھی خرچ کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرتیں۔ دولت، حسن اور خوش لباسی کا سکہ جمانے کی نیت سے پہنا گیا لباس درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من لبس ثوب الشهرة في الدنيا البسه الله ثوب مذلة يوم القيامة ثم الهب فيه نارا ." [مشكوة، كتاب اللباس، ح:٤٣٤٦]

''جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا پھر اس میں آگ کا شعلہ بھڑکا دے گا۔''

شہرت کا لباس ضروری نہیں کہ قیمتی ہی ہو بعض لوگ کسی مخصوص ہیئت کا لباس پہن کر اپنے آپ کو ان لوگوں میں سے ظاہر کروانا چاہتے ہیں جن کا وصف ان میں حقیقتاً موجود نہیں ہوتا۔

ضرورت سے زیادہ لمبا لباس

ازراہِ تکبر ضرورت سے زیادہ لمبا لباس پہننے کا رواج بھی ہمیشہ سے رہا ہے۔ عورتوں کے لیے گو پاؤں ڈھانپ لینے والا یا ٹخنے ڈھانپ لینے والا لباس شریعت نے مقرر کیا ہے لیکن اس سے زیادہ لمبا لباس پہننا درست نہیں۔

امراء، حکام چودھری قسم کے لوگ اور دلہنوں کو لمبا لباس پہنایا جاتا ہے۔ ابن

عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بينما رجل يجر ازاره خسف به فهو يتجلجل فى الارض الى يوم القيامة .

"ایک شخص اپنا ازار تکبر کی وجہ سے زمین پر گھسیٹ کر چل رہا تھا۔ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔" [صحيح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، رقم الحديث: ۷۳۵]

شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں۔ "کپڑے کو ضرورت سے زیادہ لمبا کرنا اسراف اور حرام ہے اگر وہ کپڑا کسی مسکین کو دیا جائے تو اس کے کام آئے۔

[تشريح مشكوٰة، کتاب اللباس، مطبوعه مكتبه نعمانيه]

مردانہ زیب وزینت اور تراش خراش والا لباس

عورت کے لیے مردوں کے مخصوص لباس، ان کے مخصوص جوتے، ان کے مخصوص کام یا ان کی مخصوص عادات اختیار کرنا بھی درست نہیں۔

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال .

"رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی

مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔'' [صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المشبهين بالنساء والمشبهات بالرجال، رقم الحديث: ٨٢٩ سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجه، سنن ترمذی، بروايت ابن عباس]

جولباس اور زینت مردوں کے لیے مخصوص ہوگی عورت اس سے بچے گی

مثلاً:

- ......پتلون پاجامہ مردانہ لباس بھی ہے اور غیر مسلموں کا بھی۔
- ......گول گھیرے، کف اور کالر والی قمیض مردانہ لباس ہے۔
- ...... واسکٹ، اچکن، تھری پیس سوٹ، سفاری سوٹ، شیروانی مردانہ لباس ہے۔
- ......ٹوپی یا پگڑی کسی بھی قسم کی ہو مردانہ لباس ہے۔
- ......کندھے پر کپڑا مرد لٹکاتے ہیں لہٰذا عورت کے لیے کندھے پر کپڑا لٹکانا درست نہیں۔
- ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اسفل من الكعبين من الازار ففی النار. [صحيح بخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الكعبين ففی النار، رقم الحديث: ٧٣٤]

''تہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ دوزخ میں لے جائے گا۔''

لیکن عورت کے لیے آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے استفسار پر فرمایا: **تُرْخِي شِبْرًا** ''عورت اپنا ازار ایک بالشت نصف پنڈلی سے نیچے لٹکائے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اس طرح تو ٹخنے نظر آئیں گے۔'' فرمایا: **فذرعاً لا تزيد عليه** ''تو پھر دو بالشت نیچے کر لو اور اس سے زیادہ نہ لٹکاؤ۔'' [صحيح سنن ابی داؤد، ابواب اللباس، باب في قدر الذيل ح:٤١١٧۔ سنن ترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء فی القمص، ح: ١٧٣۔ واصله فی صحيح مسلم، ح: ٢٠٨٥۔ رياض الصالحين، باب صفة طول القميص والكم والازار وطرف العمامة ......، ح:٨٠١]

عورت کپڑوں کے اوپر بھی کوئی ایسی زینت والی چیز نہیں لگائے گی جو مردوں کے لیے مخصوص ہے مثلاً شولڈر ...... یا سینے پر سامنے کی طرف قمیض پر جیب ......وغیرہ۔

غیر مسلموں اور فاسقوں کا لباس

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [الحشر:١٩]

''ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے ہیں کیونکہ اللہ نے بھی

انہیں بھلا دیا، وہی لوگ فاسق ہیں۔''

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا:

ان هذه ثياب الكفار فلا تلبسها .

[صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینہ]

''یہ کافروں کا لباس ہے اسے مت پہنو۔''

لہٰذا عورت کسی ایسے لباس کو خوب صورتی کی نیت سے نہیں پہنے گی یا ایسی زینت اختیار نہیں کرے گی جو غیر مسلموں یا فاسق و فاجر لوگوں سے مخصوص ہو۔ مثلاً برہنگی کے تمام فیشن۔ باریک، مختصر کپڑے نیز فلمی عورتوں، غیر مسلم عورتوں اور ماڈل گرلز جیسے کپڑے بنانا اور پہننا۔ لہٰذا ایک مسلمان عورت کو لباس پہنتے ہوئے یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ اہل علم اور متقی لوگوں میں کس قسم کا لباس متعارف ہے اور انہی کے لباس کو ترجیح دی جائے گی۔ یاد رہے کہ جس مسلمان کا لباس اسلامی حدود کے مطابق نہیں وہ متقی بھی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾

''تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔''

اگر کوئی بہ ظاہر عالم دین شخص بھی اسلامی لباس کی حدود پر کاربند نہیں ہے تو

اس کی اس معاملے میں پیروی نہیں کی جائے گی۔

نیز انسان جس قوم کا لباس پہنتا ہے۔اسی سے اس کی مشابہت ہوتی ہے۔ متقیوں یا اہل علم کا سا لباس پہننے سے انسان متقی نظر آتا ہے اور اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ جس طبقے کا لباس پہنتا ہے، اس جیسے کام بھی کرے۔غیر مسلموں، فاسقوں اور آبرو باختہ عورتوں جیسا لباس پہن کر ان سے محبت بڑھتی ہے اور ان جیسی عادات پیدا ہوتی ہیں۔اللہ کے نبی نے فرمایا: ''المرء مع من احب.'' ''انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کو وہ پسند کرتا ہے۔'' [صحیح مسلم، کتاب البر والصلة]

اسلامی حدود کے مطابق لباس پہننے سے اسلامی حدود کے مطابق لباس پہننے والوں (صحابہ، امہات المومنین، متقین ومومنین) کی محبت اور معیت دنیا میں بھی نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی۔ ان شاء الله

لباس میں سادگی

سادگی تکلف کی ضد ہے ایسے کام جن میں آسانی سے جو ملے یا جو ہو اسے چھوڑ کر تکلیف میں پڑ جانا تکلف ہے۔اسلام نے تکلف کو ناپسند فرمایا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے فرمایا:

﴿وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾(ص:٤٦)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

" هلک المتنطئون، هلک المتنطئون، هلک المتنطئون."

"تکلف کرنے والے ہلاک ہوئے، تکلف کرنے والے ہلاک ہوئے، تکلف کرنے والے ہلاک ہوئے۔"

اس کے برعکس سادگی کے بارے حدیث ہے:

" ذکر اصحاب رسول الله یوما عنده الدنیا، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا تسمعون؟ الا تسمعون؟ ان البذاۃ من الایمان، ان البذاۃ من الایمان، یعنی التفحل. "

[ابوداؤد، حدیث حسن، ح: ٤١٦١۔ ریاض الصالحین، باب فضل الجوع وخشونة العیش علی القلیل من الماکول والمشروب والملبوس، ح: ٥١٧]

"صحابہ نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادگی ایمان سے ہے، سادگی ایمان سے ہے۔" اس سے آپ ﷺ کی مراد تکلّفات اور زیب وزینت کی چیزوں کا ترک ہے۔

گویا جس نے سادگی ترک کی وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ایمان گیا تو انسان شیطان کے ہتھے چڑھ گیا۔ اب وہ اسے اسراف کی طرف لے جائے یا حرام

کی طرف......

ایک مسلمان سادگی کے حسن سے کبھی بیگانہ نہیں ہوسکتا یہ اس کے ایمان کا زیور ہے۔لباس میں سادگی سے مراد یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق جو اور جیسا آسانی سے لباس ملے اسے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے پہن لیا جائے۔ یہ نہ سوچیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ کبھی بغیر استری کیے ہوئے کپڑے بھی پہن لیے جائیں، ہر عید اور تقریب پر نئے اور بڑھیا لباس کا تکلف جب کہ استطاعت بھی نہ ہو نہ کیا جائے۔لوگوں کی دوڑ میں اور ان کو دکھانے کے لیے کپڑوں پر بے جا یا استطاعت سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے۔

اظہارِ نعمت اور لباس

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ یہ پسند کرتا ہے کہ نعمت کا اثر اس کے بندے پر نظر آئے۔''

[سنن ترمذی، بحوالہ مشکوۃ]

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں: مراد یہ کہ لباس اپنے مال کے مطابق پہنے، اسراف اور مبالغے کے بغیر تا کہ محتاج لوگ زکوۃ اور صدقہ حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس آئیں۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس حال میں آیا کہ اس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے۔'' اس نے عرض کیا ''جی ہاں! زمینیں بھی ہیں، باغات بھی ہیں۔'' فرمایا: ''تمہاری امارت کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہیے۔'' [سنن نسائی، ترمذی حدیث حسن، باب الاستیذان والادب، باب ما جاء ان اللہ یحب ......]

اس حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ

○...... اگر اللہ نے مال دے رکھا ہے تو کپڑے جوتے اور کھانے میں اس کا اظہار ہونا چاہیے لیکن سادگی کے ساتھ اسراف اور تبذیر کے بغیر۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ قیمتی، ہر قسم کے ڈیزائن پر مشتمل اور زیادہ تعداد میں جوڑے ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ عام غریب لوگوں سے کچھ بہتر ہوں تاکہ اس شخص کو لوگ غریب سمجھ کر صدقہ زکوٰۃ نہ دیں بلکہ اسے صاحب حیثیت دیکھ کر غریب و مسکین لوگ اس شخص کی طرف رجوع کریں۔ نیز یہ اللہ کے شکر کا بہترین انداز ہے۔

کلف دار لباس

دورِ حاضر میں کلف دار لباس پہننے کا رواج عام ہو چکا ہے۔ اس میں شرعی نقطہ نگاہ سے تین باتیں محل نظر ہیں:

○...... کپڑے پر کلف کا خرچ ضرورت سے زائد ہے لہٰذا اس میں اسراف و تبذیر

پائی جاتی ہے۔

○......کلف دار کپڑے کو استری بھی کرنا لازمی ہوتا ہے۔ یوں استری کرنے کا تکلف، وقت کا ضیاع، بجلی کا خرچ بھی اسراف وتبذیر ہی کی طرف جھکتا ہوا نظر آتا ہے۔

○......کلف دار کپڑے میں اکڑ پائی جاتی ہے اور لباس کی اکڑ مزاج میں بھی اکڑ پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

ربّ کریم نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو اترانے والا، فخر جتانے والا ہو۔''

لباس کا حساب

انسان کے پاس جو اور جتنا بھی مال ہے اس نے روزِ قیامت ربّ کریم کو حساب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ [التکاثر]

''تم سے اس دن نعمتوں کے بارے ضرور سوال کیا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' لا تزول قدما عبدٍ حتی یسئل عن عمره فیما افناه، وعن

علمه فيما فعل، وعن ماله من اين أكتسبه وفيما انفقة، وعن جسمه فيما ابلاه." [سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب ما جاء فی شان الحساب والقصاص، عن ابوبرزه اسلمی، حدیث حسن، رقم: ۱۹٦۹]

''قیامت کے روز انسان کے پاؤں اپنی جگہ سے نہیں ہل سکیں گے جب تک کہ وہ ان چیزوں کا حساب نہیں دے دے گا۔

① ......اس کی عمر کے بارے کہ اسے کہاں برباد کیا؟

② ......اس کی جوانی کے بارے کہ اسے کہاں صرف کیا؟

③ ...... مال کہاں سے کمایا؟

④ ...... مال کہاں خرچ کیا؟

⑤ ...... جو سیکھا اس پر کتنا عمل کیا؟

اس حدیث کی روشنی میں ہم جو کچھ لباس کی خریداری، اس کی سلائی، اس کی کڑھائی اور زیب و زینت پر خرچ کرتے ہیں، اس کا ہمیں اللہ تعالیٰ کو حساب پیش کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ حساب کا وقت آ پہنچے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے لباس میں سے اسراف اور تبذیر یعنی زائد از ضرورت لباس اور حرام و ناپسندیدہ لباس پر خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیں اور صرف ضرورت کے لباس پر اپنی حلال کمائی میں سے خرچ کریں۔

یاد رہے کہ اگر ہم نے بہ قدر ضرورت لباس پہنا تو پھر حساب نہیں ہوگا کیونکہ بہ قدر ضرورت پہننا انسان کا حق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لیس لابن آدمَ حق في سِوى هذه الخصال، بيت يسكنه وثوب يواري عورتهِ وجِلْف الخبز والماء." [سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ليس لابن آدم حق سِوى خصال ثلاث، رقم الحديث: ٢٣٤١۔ رياض الصالحين، باب فضل الزهد والدنيا، ح: ٤٨٢ بتحقيق وترجمه حافظ صلاح الدین یوسف، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا اور علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے]

لباس میں اسراف اور تبذیر

اسراف کا مطلب ہے ضرورت سے زائد خرچ کرنا اور تبذیر کا مطلب ہے ان جگہوں پر خرچ کرنا جہاں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ حکم ربانی ہے:

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾

"کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔" [الاعراف: ٣١]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا مالم يخالط اسراف

ومخيلةٌ." [احمد، نسائی، ابن ماجه بحواله مشکوة]

"کھاؤ، پیو، صدقہ کرو اور پہنو، شرط یہ ہے کہ اس میں اسراف اور تکبر نہ ہو۔"

لباس میں اسراف سے مراد یہ ہے کہ انسان جتنے جوڑوں یا کپڑوں میں اچھا اور معقول گزارا کرسکتا ہو اس سے زائد نہ بنائے۔ مثلاً عمومی زندگی میں تین چار یا پانچ جوڑے کافی ہوتے ہیں لیکن اچھے بھلے کپڑے موجود ہوتے ہوئے صرف شوق پورا کرنے کے لیے نیا پرنٹ یا نیا ڈیزائن نظر آجانے پر مزید جوڑے بنالینا اسراف ہے۔ دورِ حاضر میں نئے نئے فیشنوں کے شوق نے ہماری اکثریت کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے۔ نیز نئے کپڑے اور نئے ڈیزائن بنوانے کے بعد جی چاہتا ہے کہ اب ان کی نمائش بھی کی جائے۔ غرض یہ ایک نقصان دہ رجحان ہے، مالی لحاظ سے بھی اور فکری لحاظ سے بھی۔ وہی رقم جو فیشن یا شوق پورا کرنے کے لیے کپڑوں پر خرچ کی جاتی ہے اسے ہم کسی حقیقی ضرورت پر خرچ کر سکتے ہیں یا اس سے کسی دوسرے کی ضرورت پوری کر سکتے ہیں، اس طرح اپنے لیے آخرت میں کئی گنا زیادہ ذخیرہ جمع کرلیں گے۔

حرام جگہ پر خرچ کرنا تبذیر کہلاتا ہے۔ حکم ربی ہے:

﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ

الشَّيٰطِيْنِ ﴾

''اور بے جا مال نہ اڑاؤ، بے شک بے جا مال خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔'' [بنی اسرائیل: ۲۷،۲۸]

کپڑوں میں تبذیر یہ ہے کہ وہ تمام لباس پہننے پر مال خرچ کیا جائے جسے شریعت نے حرام یا ناپسندیدہ قرار دیا ہے مثلاً باریک کپڑے...... تنگ اور چست کپڑے...... اتنے چھوٹے کپڑے جن سے ستر ہی نہ ڈھکا جا سکے مثلاً آدھے بازو، ننگے ٹخنے، کھلے گلے یا چھوٹا دوپٹہ وغیرہ...... ایسے ڈیزائن جو کپڑے کو چیر کر یا اس میں سوراخ کر کے انہیں تیار کیا گیا ہو۔ غرض ایسے تمام کپڑوں کی خرید پر...... ان کی سلائی کٹائی پر...... ان کی کڑھائی پر...... خرچ کرنا تبذیر کہلاتا ہے۔

یاد رہے کہ صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس اکثر ایک ایک جوڑا لباس ہوتا تھا۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''ہم ازواج کے پاس صرف ایک ایک کپڑا ہوتا تھا جس میں ہمیں حیض بھی آتا اگر اس کپڑے کو کچھ خون لگ جاتا تو اسے دھو لیتے یا تر کر کے ناخن سے کھرچ ڈالتے۔''

[سنن ابی داؤد]

رسول اللہ ﷺ ایک غلام کو ساتھ لے کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے۔ یہ غلام آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دینا تھا۔ اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس صرف ایک

چادر تھی جو اتنی چھوٹی تھی کہ اگر اس سے سر ڈھانپتیں تو پیر کھل جاتے اور پیر ڈھانپتیں تو سر کھل جاتا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

" انہ لیس لک باس انما ھو ابوکِ وغلامک." [سنن ابی داؤد کتاب اللباس، باب فی العبد ینظر الی شعر مولاته: ٤١٠٦]

"کوئی حرج نہیں، ایک تمہارا غلام ہے اور ایک تمہارا والد۔"

یاد رہے کہ یہ مجبوری کی صورت تھی۔ نیز غلام فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت تھا اور عورت کا اپنا غلام اس کے محرم افراد کی طرح ہوتا ہے۔ مجبوری سے اگر سر کھل جائے تو کوئی حرج نہیں۔ جب کہ غلام کے سامنے پیر بھی کھل جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ عورت جان بوجھ کر اپنے غلام کے سامنے ہر وقت دوپٹہ اتار کر نہیں رکھے گی۔ محرم افراد کے سامنے عورت کا لباس کیسا ہو؟ اس کی تفصیل اگلے صفحات میں آرہی ہے۔

عورت کب، کیسا لباس پہنے

عورت کے لیے مختلف افراد یا اوقات میں ستر اور حجاب کی حدود بھی مختلف ہیں۔ غیر محرم افراد یعنی جن سے زندگی میں کسی وقت بھی نکاح ممکن ہے ان سے عورت حجاب (پردہ) کرنے کی پابند ہے، جس میں چہرہ بھی شامل ہے۔ رہے دیگر محرم افراد اور خواتین کے سامنے کیسا لباس پہنے، نیز مختلف تقریبات یا عمر کے مختلف حصوں میں اسے اسلامی حدود اور آداب کی روشنی میں کیسا لباس پہننا چاہیے آیئے اب اس کا بھی جائزہ لیں۔

محرم افراد کی موجودگی میں لباس

الشیخ صالح الفوزان ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں:

''عورت کے لیے اپنی اولاد اور دیگر محارم کے سامنے چھوٹا لباس (ہاف بازو، ٹخنے سے اوپر شلوار، ننگا سر، کھلا گلا) پہننا جائز نہیں، وہ ان کی موجودگی میں اسی قدر کھولے جس قدر کھولنے کی عادت رائج ہو اور جس میں کوئی فتنہ نہ ہو۔'' [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۷۹۴]

''المرءۃ المسلمہ'' کے مصنف ابوبکر الجزائری لکھتے ہیں: ''خاتونِ اسلام اپنی

پنڈلی اور بازو کو اہل خانہ کے سامنے نہیں کھولتی اور نہ ہی وہ اپنے سر اور سینے کو کھولتی ہے تاکہ اس کے بال یا ہار دکھائی دینے لگے۔“

وہ عورتوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: آپ اپنے کپڑوں کو اتنا لمبا کیجیے جس سے آپ کے دونوں قدم چھپ جائیں اور اپنے سروں پر دوپٹہ اوڑھیے تاکہ آپ کے سر کے بال ڈھک جائیں۔ اس طرح کا لباس اپنے گھر میں، اپنے محرموں یعنی والد، بھائی یا بیٹے کی موجودگی میں اختیار کیجیے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ہاں عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر برہنہ ہو جائے یا جسم کا صرف نصف (پوری پنڈلیاں، بازو، سر، سینہ) حصہ یا چوتھائی حصہ (آدھے بازو، آدھی پنڈلیاں، سر) ہی ڈھانپے یا سینے اور گردن کو کھلا رکھے البتہ جب شوہر کے ساتھ تخلیہ میں ہو (تو ایسا کر سکتی ہے۔) [اردو ترجمہ بہ عنوان خاتونِ اسلام]

اندرونِ خانہ لباس

الشیخ صالح الفوزان کہتے ہیں: عورت کے لیے پانی کی طرح پتلا اور آر پار دیکھا جانے والا کپڑا پہننا جائز نہیں، وہ صرف شوہر کے سامنے ایسا کپڑا پہن سکتی ہے۔ باریک اور ہلکا کپڑا اگرچہ اندرونِ خانہ پہنا جائے مکروہِ تحریمی ہے (یعنی حرام ہے۔) [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص:۶۲۹]

بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ جب محرم افراد کے سامنے کلائیوں کے اوپر کا حصہ، پنڈلیاں، گردن وغیرہ کھول سکتے ہیں تو پھر ان کے سامنے تنگ یا مختصر لباس بھی پہنا جاسکتا ہے۔

دراصل عورت کے لباس کی شرائط ایک الگ مسئلہ ہے اور محرم کے سامنے اعضا کا کھولنا الگ مسئلہ۔ محرم کے سامنے عادت کے طور پر صرف چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھولنا ہی درست ہے۔ اس سے زائد بدن کا حصہ محرموں کے سامنے ننگا رکھنا یا ایسے کپڑے پہننا جس سے اس سے زائد حصے ننگے رہیں اس کی اجازت نہیں۔ البتہ بوقت ضرورت پنڈلیاں، بازو، سر، گردن ننگے کیے جاسکتے ہیں۔ جیسے کپڑے دھوتے، وضو کرتے، یا برتن دھوتے ہوئے قمیض کی آستینیں چڑھا لینا یا صفائی کے وقت پائنچے چڑھانا، کنگھی کرتے، تیل لگاتے یا سر کی جوئیں دکھاتے ہوئے سر سے کپڑا اتار لینا لیکن اس کا تعلق ضرورت سے ہے۔ عادت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ عام قانون اور عادت یہی ہے کہ محرم افراد کے سامنے پورے بازو، بند گلے اور ٹخنوں کو ڈھکنے والا ازار پہنا جائے، سر پر دوپٹہ کھول کر اوڑھا جائے تاکہ سینہ اور گردن ننگی نہ ہو۔

محرم افراد کے لیے حکم ہے کہ وہ نسوانی اعضاء کی طرف نظر جما کر نہ دیکھیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو یہ ان کے لیے گناہ اور فتنے کا باعث ہے۔ ادھر عورت کے

لیے حکم ہے کہ وہ عام حالات میں محرم افراد کے سامنے مکمل لباس پہنے۔ اگر اچانک کسی وقت یا ضرورت کے وقت بعض اعضاء کھل جائیں اور محرم افراد کی نظر پڑ جائے تو انہیں کوئی گناہ نہیں۔ اس لیے کہ وہ عورت کی عصمت کے محافظ اور اس کی ہر وقت ضروریات پوری کرنے اور خدمات انجام دینے والے ہیں۔

عورت چھوٹا، چست یا باریک لباس صرف شوہر کے سامنے پہن سکتی ہے۔ کیونکہ اس کے لیے عورت کا پورا جسم دیکھنا حلال ہے۔ لباس کی شرائط جس چیز سے بچنے کے لیے رکھی گئی ہیں، میاں بیوی میں وہ چیز مطلوب اور حلال ہے۔ اگر عورت محرم افراد میں وہ لباس پہنتی ہے جو اصلاً شوہر کے لیے ہے تو یہ انہی جذبات وعوامل اور فتنوں کو ابھارنے والا کام ہوگا جن سے بچنے کے لیے ڈھیلے ڈھالے، موٹے اور پورے جسم کو ڈھانپ لینے والے لباس کا حکم دیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا تصریحات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ

"عورت کا حقیقی شرعی لباس وہ ہے جو پورا جسم ڈھانپ لے، جسم کو عریاں نہ کرے، نہ اعضاء کا سائز نمایاں کرے کیونکہ وہ دبیز، گاڑھا اور ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے۔" [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۶۲۸]

دلہن کا لباس

زیب وزینت کا لباس عورت کا حق ہے لیکن دلہن کا خصوصی حق۔ بشرطیکہ اس

زینت میں حرام امور شامل نہ ہوں۔ستر ڈھانکنا چونکہ لباس کا بنیادی مقصد ہے اس لیے دلہن کے لباس میں بھی اس کا خیال رکھا جائے گا۔البتہ عام لباس کی نسبت قدرے قیمتی اور خوب صورت لباس تیار کرنا مستحب ہے۔

عبدالواحد بن ایمن کہتے ہیں میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک بار میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا۔اس وقت وہ ایک ایسا کرتا پہنے ہوئے تھیں جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی۔انہوں نے مجھ سے کہا دیکھو! میری لونڈی یہ کرتا پہننے میں عار محسوس کرتی ہے۔حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میرے پاس ایک ہی کرتا تھا جس عورت کو بننے سنورنے کی ضرورت ہوتی وہ یہ کرتا مجھ سے مستعار منگوا لیتی۔[صحیح بخاری: ۱۱۵۲، کتاب الھبہ]

ایک روایت میں ہے کہ یہ کرتا زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔گویا اس دور میں عورتوں کا عروسی جوڑا صرف ایک تھا جو ہر دلہن کی ضرورت پوری کرتا تھا۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دلہن کے لیے خصوصی جوڑا تیار کیا جاسکتا ہے، نیز یہ کہ ایک ہی جوڑے سے ہر دلہن کی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

دورِ حاضر میں پچاس پچاس ہزار کا جوڑا تیار کیا جاتا ہے اور وہ صرف ایک یا دو بار پہننے کے بعد ہمیشہ کے لیے بے کار ہو جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ماپ کے مطابق تیار کیے جاتے ہیں اور ہر عورت کا ماپ مختلف ہوتا ہے۔

جب کہ عہدِ نبوی میں ماپ کے بجائے ضرورت ملحوظ رکھی جاتی تھی۔

دلہن کے لیے ایسے بیش قیمت کپڑے تیار کرنا جو صرف ایک یا دو بار پہنے جاتے ہیں اسراف کہلاتا ہے جب کہ اسراف سے ربِّ کریم نے منع کیا ہے۔ نیز زیادہ تعداد میں جوڑے بنانا بھی درست نہیں۔ تین چار جوڑے ہی کافی ہوتے ہیں۔ [تفصیل کے لیے دیکھئے "بری اور برات" مطبوعہ مشربہ علم وحکمت]

شادیوں اور تقریبات کے لباس

شادیوں یا تقریبات میں ذرا اچھے کپڑے پہنے جاسکتے ہیں کیونکہ یہ خوشی کے مواقع ہوتے ہیں۔ ان کے لیے صرف ایک لباس مخصوص کیا جا سکتا ہے جیسا کہ دلہنوں کے لیے عہدِ رسالت میں ایک ہی لباس مخصوص تھا۔

جب کہ ہر تقریب پر نیا سوٹ بنانا اسراف ہے۔ شادیوں اور تقریبات پر بھی لباس کی شرعی حدود کا خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ ایک مسلمان اس وقت بھی مسلمان ہی ہوتا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ عام حالات میں ستر اور لباس کی حدود کا پاس رکھنے والی خواتین یا لڑکیاں بھی تقریبات پر بال کھولے یا جوڑا بنائے، ننگے سر، کھلے سینے، تنگ لباس یا ایسے لباس پہنے ہوتی ہیں جن میں خوب صورتی کے لیے سوراخ کیے ہوتے ہیں یا انہیں چیر کر ڈیزائن بنایا جاتا ہے۔ بسا اوقات وہ باریک بھی ہوتے ہیں۔ نیز عورتوں کے علاوہ عورت کے محرم رشتہ دار بھی اسے اسی حالت

میں دیکھتے ہیں۔

کنواری لڑکیوں کا لباس

کنواری لڑکیوں کو ایسی زیب وزینت سے اجتناب کرنا چاہیے جو صرف شوہر کے لیے کی جاتی ہے مثلاً میک اپ اور زیورات کا بے محابا استعمال، کیونکہ اس قسم کی زینت اصلاً شوہر کا حق ہے۔ عورت جب شوہر والی ہی نہیں تو پھر ایسی زینت کیوں؟ اور کس کے لئے؟ دورِ حاضر میں شادی شدہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ کنواری لڑکیاں بھی دلہنوں کی طرح بیوٹی پارلر سے تیار ہو کر تقریبات میں آتی ہیں۔

جب کہ کنواری لڑکیوں کو سادہ اور ہلکی زیب وزینت والے لباس پہننے چاہئیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے ''حفظ حیا اور کنواری لڑکیاں'' مطبوعہ مشربہ علم وحکمت) البتہ جو عورت مطلقہ ہو یا بیوہ ہو اور وہ دوبارہ شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہو، اس کے لیے زیب وزینت اختیار کرنا درست ہے۔ جس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث سے ملتی ہے۔

سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میرا نکاح سعد بن خولہ عامر رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، وہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور حجۃ الوداع میں انتقال کر گئے اور اس وقت میں حاملہ تھی میرے شوہر کی وفات کو زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ وضع

حمل ہو گیا۔ نفاس سے فارغ ہونے کے بعد میں نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے زیب وزینت کی۔ اتنے میں ایک شخص ابوالسنابل ابن بعلبک جو قبیلہ عبدالدار میں سے تھے آ گئے۔ وہ کہنے لگے تم نے کیوں بناؤ سنگھار کیا ہے؟ غالباً تم نکاح کی امیدوار ہو، اللہ کی قسم تم نکاح نہیں کر سکتیں جب تک کہ تمہارے چار ماہ دس دن پورے نہ ہو جائیں۔ ابوالسنابل کی یہ بات سن کر میں نے اپنے کپڑے سنبھالے اور شام کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وضع حمل ہو جانے کے بعد تم آزاد ہو گئیں۔ اور مجھے حکم دیا کہ تم چاہو تو نکاح کر سکتی ہو۔ [صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل]

عورتوں میں عورت کا لباس

عورت کا عورتوں میں وہی لباس مشروع ہے جس کا آغاز میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ عورت کا عورت کے سامنے جان بوجھ کر سینہ ننگا کرنا، سینے سے دوپٹہ ہٹانا، کہنیوں سے اوپر کے بازو ننگے کرنا، نصف پنڈلی سے اوپر کا حصہ ننگا کرنا، باریک چھوٹے یا تنگ کپڑے پہننا اسی طرح نازیبا ہے جس طرح محرم افراد کے سامنے۔

ہاں! وہ ضرورت کے وقت عورتوں کے سامنے کنگھی کر سکتی ہے، کسی عورت سے بال بنوا سکتی ہے، تیل لگوا سکتی ہے۔ زیور پہننے اور بناؤ سنگھار کے لیے دوسری

عورت کی مدد لے سکتی ہے۔ البتہ وہ جان بوجھ کر زیادہ دیر تک کے لیے عورتوں کے سامنے بھی دوپٹہ اتار کر یا سینہ ننگا کر کے نہیں بیٹھے گی۔ عورتوں کی موجودگی میں بچے کو دودھ پلا سکتی ہے البتہ یہ حیا کے لیے زیادہ بہتر ہے کہ اوپر کپڑا یا دوپٹہ اوڑھ لے۔ دیکھنے والی کی نظر پڑ جائے تو اسے گناہ نہیں ہوگا لیکن اس کے لیے یہ درست نہیں کہ بغیر وجہ کے عورتوں کے سامنے اپنا پیٹ، سینہ، پیٹھ، کمر، ننگی کرے۔ بلکہ اسے اپنے جسم کے سامنے کا ابھار بھی عام حالت میں عورتوں کی نظروں سے چھپا کر رکھنا چاہیے۔ ضرورت کے وقت عورت عورت سے مالش کروا سکتی ہے، دبوا سکتی ہے، زخم کی جگہ دکھا سکتی اور دوا لگوا سکتی ہے۔ پیٹھ پر خارش کروا سکتی ہے۔

ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ عورت بغیر کسی اشد مجبوری کے عورتوں کے سامنے بھی ننگا نہیں کر سکتی جو عورتیں جسم کے بال اتروانے کے لیے عورتوں کے سامنے ننگی ہوتی ہیں یہ بھی درست نہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ جسم کے بال اتارنا حقیقی ضرورت نہیں بلکہ فاسق عورتوں کا فیشن ہے، صحابیات نے کبھی یہ کام نہیں کیا۔ لہٰذا اسے ضرورت نہیں کہا جا سکتا۔

یاد رہے کہ ستر کے جو احکام دیئے گئے ہیں نیز لباس کی جو حدود بتائی گئی ہیں، اُن کا مقصد اس بڑے کریہہ اور بے شرمی والے گناہ سے بچانا ہے جو پہلے تو نظر کے ذریعے صنف مخالف یا اپنی ہی کسی صنف کے فرد کو دیکھ کر ہوا کے ایک گرم

جھونکے کی طرح گزرتا ہے پھر آہستہ آہستہ ایک طوفان بن کر آدمی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس وقت وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ محرم ہے یا نامحرم، اپنا ہم صنف ہے یا صنف مخالف، عمر میں چھوٹا ہے یا بڑا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم." [صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب زیارۃ المراۃ زوجھا فی اعتکافه، ح: ۲۰۳۸۔ مسلم: ۲۱۷۵۔ ابوداؤد، کتاب الصیام]

"شیطان تم میں سے ہر ایک کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس بڑے گناہ سے بچانے کے لیے...... اس تک پہنچنے والے تمام چھوٹے چھوٹے بلکہ انسانی آنکھ سے پوشیدہ رہنے والے سوراخ بھی...... ستر وحجاب، لباس کی حدود، گفتگو میں شائستگی اور بے حیائی پر مبنی حرکات کے احکام وآداب بتا کر حکماً بند کر دیے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ فتنہ اپنے ہم صنفوں میں زیادہ بھڑکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں یہ شبہ ہی نہیں ہوتا کہ کوئی بدنیتی سے ایسا کر رہا ہے بلکہ بعض اوقات خود اس گناہ تک لے جانے والی حرکات کرنے والے کو بھی علم نہیں ہوتا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اور وہ جانتا ہے کہ کب اور کہاں فتنہ بھڑک سکتا ہے۔

لباس پہننے اور ستر دیکھنے میں فرق

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا ینظر الرجل الی العورة الرجل ولا تنظر المرء ة الی عورة المرءة. [صحیح مسلم، کتاب الحیض، ح:٣٣٨، باب التحریم النظر الی العورات۔ سنن ابی داؤد، کتاب الحمام۔ سنن ترمذی، کتاب الآداب]

''کوئی مرد کسی مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔''

الشیخ صالح ابن العثیمین یہ حدیث دے کر فرماتے ہیں:

بعض عورتوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ عورت کے لیے چھوٹا لباس پہننا جو گھٹنوں تک ہو اور سینے سے چپکا ہوا ہو، جس سے بازو، سینہ کا بالائی حصہ اور نحر (جو گردن سے متصل ہوتا ہے اور کھلے گلے کی شکل میں نظر آتا ہے) گردن اور اس جیسے دوسرے حصے ظاہر ہوں جب کہ یہ غلط ہے۔ حدیث یہ بیان کر رہی ہے کہ عورت عورت کے پردہ کی طرف نہ دیکھے۔ اس میں دیکھنے والی کو خطاب ہے پہننے والی کو نہیں۔ پہننے والی پر ساتر لباس پہننا واجب ہے۔ چنانچہ صحابیات کے کپڑے ہتھیلیوں تک اور ٹخنوں اور پاؤں تک پہنچتے تھے۔ بسا اوقات وہ بازار میں نکلتے

ہوئے ایسا حاشیہ لٹکاتیں جو ایک ہاتھ لمبا ہوتا۔ یہ سب قدموں کو چھپانے کی غرض سے تھا۔ لہٰذا لباس پہننے اور دیکھنے میں فرق ہے۔ فرض کیجیے عورت پر ساتر لباس ہے اور اس کی پنڈلی کھل گئی یا دودھ پلاتے وقت چھاتی ظاہر ہوگئی یا سینہ کا اوپری حصہ کسی سبب سے کھل گیا تو عورتوں کے سامنے ایسی صورتیں پیش آجانے میں کوئی حرج نہیں لیکن عورت عورتوں کی موجودگی میں مختصر یا سوراخ دار یا تنگ کپڑے پہنے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں شر وفساد ہے۔

دوسروں کے لیے بری مثال

ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

- ایسا تنگ لباس جس سے جسم کے اعضا فتنہ میں ڈالنے کا ذریعہ بنیں پہننا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ عورتوں کے سامنے بھی ایسا لباس پہننا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ دوسری عورتوں کے لیے بری مثال بنے گی۔ چنانچہ جب وہ اسے ایسا کپڑا پہنے دیکھیں گی تو اس کی اقتدا کریں گی۔ نیز عورت شوہر کے علاوہ دوسروں سے ڈھیلے ڈھالے لباس کے ذریعہ ستر چھپانے پر مامور ہے۔ وہ اپنے پردہ کی جگہوں کو عورتوں سے اسی طرح چھپائے گی جس طرح محرم مردوں سے چھپاتی ہے سوائے ان حصوں کے جن کا عادۃً کھولنا رائج ہے۔ مثلاً چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں۔ [فتاویٰ برائے خواتین اسلام]

عورتوں کی عادت ہے کہ وہ بلا سوچے سمجھے عورتوں کو دیکھ کر کوئی فیشن یا عادت اختیار کرتی ہیں، لہٰذا عورت کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ کہیں کسی موقع پر اس کا بہ ظاہر بے ضرر سا کیا ہوا کام دوسروں کے لیے برے رواج اور عادت کا باعث نہ بن جائے۔

بوڑھی عورت کا لباس

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿ وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ﴾ [النور: ٦٠]

''اور بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی اگر وہ اپنی چادر اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں اور اگر وہ اس بات سے بچی رہیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔''

مندرجہ بالا آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ

○...... بوڑھی عورت وہ ہے جس میں نہ تو نکاح سے متعلقہ امور کی رغبت پائی جاتی ہے۔ یعنی وہ خوش نما کپڑے، زیورات اور بننے سنورنے کا شوق نہیں رکھتی۔ نہ ہی دوسروں کے لیے اس میں کوئی رغبت ہے یعنی اس کے گال پچک چکے

ہیں، بال سفید ہو چکے ہیں، بڑھاپے کے آثار پوری طرح ظاہر ہو چکے ہیں۔

○...... وہ اپنی زینت کی نمائش کرنے والی نہیں ہیں۔ یعنی وہ میچنگ سوٹ، استری کیے ہوئے کپڑے، کلف لگے یا گوٹے طلے والے، جوان لڑکیوں والے پرنٹ، ڈیزائن اور رنگوں والے کپڑے پہننے، زیور بدل بدل کر پہننے، آنکھ میں سرمہ، دانتوں میں سکڑا، لپ اسٹک لگانے، ہاتھوں یا ناخنوں کو مہندی سے رنگنے یا بالوں کے طرح طرح کے فیشن بنانے میں دلچسپی نہیں رکھتیں۔

○......ایسی بوڑھی عورتیں چہرے کا پردہ نہ کریں تو انھیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

○...... یہ ایک رخصت ہے لہٰذا وہ پھر بھی چہرے کا پردہ کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے یعنی ممکن ہے چہرے کا پردہ نہ کرنے کی وجہ سے وہ کسی فتنہ میں پڑ جائیں یا کسی کو فتنہ میں ڈالنے کا باعث بنیں۔ کیونکہ عورت کم سن ہو یا بوڑھی، بدصورت ہو یا خوبصورت، آخر عورت ہے اور اس کی وجہ سے فتنہ نمودار ہوسکتا ہے۔

الشیخ عبداللہ بن باز کہتے ہیں:

”بعض بوڑھی عورتوں کے چہرے کی خوبصورتی بھی کسی کے لیے فتنہ کا

موجب بن سکتی ہے۔" [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص:۶۰۸]

نیز فرماتے ہیں:

"زیب وزینت کے اظہار میں چہرے کو سرمہ اور اس جیسی دوسری چیزوں کے ذریعے خوب صورت بنانا بھی شامل ہے۔" [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص:۶۰۸]

عمر رسیدہ عورت کے ہاتھوں میں مہندی، کنگن یا اس کے پاؤں میں پازیب یا اس طرح کی کوئی دوسری چیز ہو تو الشیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں:

"اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے سر کا دوپٹہ یا پردہ یا اپنی عباء وغیرہ اتارے جو بناؤ سنگھار کو نمایاں کرنے کا سبب بنے۔" [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص:۶۰۹]

عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب عورت کا رنگ اور اس کے بال ٹھیک ہیں تو اس کا حسن پورا ہے۔ [تاریخ عمر، از ابن جوزی]

گویا بال خوبصورتی سے بنے ہوئے ہونا اور چہرے کا خوب صورت ہونا ہی عورت کے پردہ میں رہنے کے لیے کافی ہے۔

بوڑھی عورت کے لیے لباس کی تمام شرائط وہی ہیں جو جوان عورت کے لیے ہیں یعنی باریک، تنگ یا چھوٹا نہ ہو اور دوپٹہ بھی اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر رکھے۔ جس کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس ان

کے بیٹے نے کپڑا بھیجا جو موٹا تھا۔ ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں، انہوں نے ٹٹول کر دیکھا اور کہا، اسے واپس لے جاؤ ان کے پوتے نے کہا اماں جان یہ شفاف (باریک) تو نہیں۔'' انہوں نے کہا لیکن اس سے جسم کے اعضاء نمایاں ہوں گے۔ (طبقات ابنِ سعد)

معلوم ہوا کہ صحابیات میں سے بوڑھی عورتیں بھی اپنے پردے کا خیال رکھتی تھیں۔ اور اس معاملے میں سستی نہیں کرتی تھیں۔ تبھی تو اسماء رضی اللہ عنہا نے بینائی نہ ہونے کے باوجود کپڑا ٹٹول کر یہ معلوم کیا کہ اس میں اعضاء نمایاں ہوں گے یا نہیں۔ نیز یہ کہ بوڑھی عورت بھی ایسا لباس نہیں پہن سکتی جو اعضاء کو نمایاں کرے۔

ایسی بوڑھی عورت جس کے چہرے اور جسم پر جھریاں پڑ چکی ہوں۔ اس کے سینے وغیرہ کا ابھار ختم ہو چکا ہو۔ سر کے بال سفید ہو چکے ہوں۔ اس کی جلد نچڑے ہوئے کپڑے کی طرح ہو چکی ہو، اگر اس کی پنڈلیاں، بازو یا سر کے بال غیر مردوں کی نظر میں آ جائیں یا سینے سے دوپٹہ کھسک جائے تو کوئی حرج نہیں وہ بوڑھی عورت جس کا بدن بھاری ہوتا ہے اس کے لیے یہ ہرگز درست نہیں۔ نیز بوڑھی عورتیں بھی پردہ کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے کیونکہ اللہ نے فرمادیا ہے:

﴿ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ﴾

نابالغ بچی کا لباس

ایسی لڑکی جسے نہ تو حیض آتا ہے، نہ ہی اس کے سینے کا ابھار نمایاں ہوا ہے، نہ ہی اس کا قد اوسط عمر کی عورت کے قد کے برابر ہے۔ نہ ہی اس کی عمر تیرہ سال تک پہنچی ہے اس کے لیے لباس کیسا ہو؟

مذکورہ علامات سے مستثنیٰ بچیاں چہرے کے پردے کی مکلّف نہیں ہیں۔

البتہ نو، دس سالہ بچی کو پردہ کرنے کا کہا جائے گا تاکہ اسے عادت پڑ جائے۔ جیسے کہ نماز کا حکم سات سال میں، سختی دس سال میں اور اصل مکلّف بالغ ہونے پر ہوتا ہے۔

الشیخ محمد بن ابراہیم ایک فتویٰ میں کہتے ہیں: بچی اگر صغیرہ ہے جس کی عمر سات سال تک نہیں پہنچی تو اس کا پردہ معتبر ہوگا جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے۔ اگرچہ اس کا پردہ اس سے بڑی عمر کی لڑکی یا عورت سے مختلف ہوگا۔

[فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۷۴۹]

سات سال تک پہنچ جانے والی بچی کو لباس ساتر عورت جیسا پہنایا جائے گا۔ پورے بازو کی قمیض، بند گلا، ٹخنوں کے نیچے تک شلوار۔ اسے یہ عادت بھی ڈالی جائے گی کہ وہ سر پر دوپٹہ رکھے، آٹھ دس سال کی عمر تک اس سے زبردستی دوپٹہ اوڑھے رکھنے کا کہا جائے گا البتہ اس عمر تک اگر اس کی اوڑھنی نامحرم یا محرم مردوں یا

عورتوں کے سامنے اتر جائے تو اسے گناہ بھی نہیں ہوگا۔

نابالغ بچی کو سادہ اور عمومی زیورات پہنائے جائیں گے، مثلاً چوڑیاں، بالیاں، لاکٹ، پازیب وغیرہ۔ لیکن اسے شادی شدہ عورتوں والے زیورات جھومر، نتھ، گلے کے بڑے بڑے ہار، کانوں کے بھاری زیور نہیں پہنائے جائیں گے۔ سرمہ اور مہندی کے علاوہ دیگر کسی چیز سے اس کی زیب وزینت نہیں کی جائے گی۔ نہ ہی اسے بھڑکیلے، چمکیلے اور دلہنوں جیسے خوشنما کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اسے سادہ اور صاف کپڑے پہنائے جائیں گے۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں اصلاً شوہر کا حق ہیں۔ یا وہ عورت جو شوہر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز یہ چیزیں مردوں کو فتنہ میں ڈالتی ہیں۔ اس لیے ان بوڑھی عورتوں کو بھی حجاب کرنے کا حکم دیا گیا ہے جن میں بننے سنورنے، میک اپ کرنے، خوش رنگ، خوش نما لباس پہننے کی خواہش موجود ہوتی ہے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر بچیوں کو بنایا سنوارا جائے، زینت والے کپڑے پہنائے جائیں، بالوں کو پرکشش طریقے سے بنایا سنوارا جائے، لپ اسٹک، سرمہ، کریم، رنگین اور خوش بودار پاؤڈر، ڈیزائنوں والی مہندی، وغیرہ لگائی جائے تو انھیں پردہ بھی مکمل (عورتوں جیسا) کروایا جائے گا۔

دورِ حاضر میں بچیوں کو بڑی عورتوں والے فیشن کرانا ایک عام رواج بن چکا ہے۔ عورتوں نے فتنوں کو خود اتنا بڑھا دیا ہے کہ الامان! جب مائیں بیوٹی پارلر سے

تیار ہو کر آتی ہیں تو وہ اپنی سات سات آٹھ آٹھ سالہ بچیوں کو بھی وہیں سے تیار کرواتی ہیں یا بچیاں تیار ہونے کی ضد کرتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ پانچ پانچ، چھ چھ سال کی بچیوں کے ساتھ درندگی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں لہٰذا فتنوں سے بچنے کے لیے بچیوں کو سادہ اور ساتر لباس پہنانا چاہیے اور انہیں گھروں سے باہر بھی کم ہی نکلنے دینا چاہیے۔

وہ بچیاں جن کی عمر سات سال سے کم ہوتی ہے ان کے لیے نہ پردہ ہے نہ ستر لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں ننگا رکھا جائے یا دوسرے لوگوں کے سامنے انہیں کپڑے پہنائے جائیں۔

ان بچیوں کو دوپٹے کے بغیر اور کبھی دوپٹے کے ساتھ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنایا جائے گا۔ البتہ اگر وہ مختصر بھی ہو تو کوئی ہرج نہیں یعنی بازو چھوٹے ہیں یا شلوار ٹخنوں سے اوپر ہے یا قمیض کی لمبائی چھوٹی ہے یا کسی وقت گلے کا کپڑا اتار دیا ہے اور صرف ناف سے گھٹنوں تک کپڑا پہنایا ہوا ہے۔

بچی میں بچپن ہی سے حیا پیدا کرنے کے لیے اسے نہ تو دوسروں کے سامنے کپڑے بدلوائیں، نہ نہلائیں، نہ ناف سے گھٹنوں تک کے حصے میں دوسروں کے سامنے دوا وغیرہ لگائیں تاکہ اسے یہ پتا ہو کہ اس جگہ کو دوسروں کے سامنے ننگا کرنا بری بات ہے۔

بچی کو ماں یا عورتیں ہی کپڑے بدلوائیں البتہ کسی مجبوری کی وجہ سے باپ یا کوئی بڑی عمر کا مرد کپڑے بدلوا سکتا ہے۔

کسی بھی مرد (باپ یا دادا وغیرہ) کو چھوٹی بچی کے ستر کی طرف نظر نہیں کرنا چاہیے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ چھوٹے بچوں اور لڑکوں وغیرہ سے بچی کے کپڑے نہ بدلوائے جائیں، نہ ہی ننگے ہو کر دوسرے بچوں کے ساتھ اسے نہانے کی اجازت دی جائے۔ نہ ہی چھوٹی بچی سے چھوٹے لڑکے کا استنجا کروایا جائے کہ یہ سب بے حیائی بھی ہے اور بہت سی بری عادات کا راستہ بھی اس سے کھلتا ہے۔

بچی کے کپڑوں میں بھی یہ خیال رکھا جائے گا کہ جاندار کی تصویر نہ ہو، غیر مسلموں کے کسی شعار کی تصویر نہ ہو، لڑکوں کے مشابہ لڑکی کا لباس نہ ہو۔ یاد رہے کہ بچی خود مکلف نہیں لیکن والدین مکلّف ہیں لہٰذا اگر وہ غیر اسلامی لباس بچی کو پہناتے ہیں تو ان سے ربّ کریم اس کا مواخذہ بھی کرے گا۔

مردہ عورت کا لباس

امام بخاری اپنی صحیح میں امام حسن بصری تابعی کا قول نقل کرتے ہیں:

الحزقة الخامسة تشد بها الفخذين والوركين تحت الدرع.

''عورت کے لیے پانچواں کپڑا چاہیے، جس سے قمیض کے تلے رانیں اور

سرین باندھے جائیں۔'' صحیح بخاری کے حاشیے میں علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:
اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ امام حسن بصری کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں۔

علامہ البانی کا کہنا ہے کہ عورت کے کفن کے لیے بھی اسی طرح تین کپڑے درکار ہوتے ہیں جیسے مرد کے لیے۔ دیکھئے احکام الجنائز، للالبانی [نیز دیکھئے راقمہ کا کتابچہ ''عورت میت کا غسل اور تکفین'' مطبوعہ مشربہ علم وحکمت]

نماز کے وقت لباس

نماز کائنات کے بادشاہ، مالک الملک، ربِّ ارض وسما کے دربار میں حاضری دینے کا وہ طریقہ ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ ہر مسلمان پر یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ دن رات میں پانچ بار اس کے حضور حاضر ہو۔ حاضری کے آداب میں اس کا لباس بھی مقرر کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ عورت کا جو لباس نماز کے لیے مقرر کیا گیا ہے اس کا تعلق نہ تو عمومی پہنے جانے والے لباس سے ہے نہ محرم مردوں یا عورتوں میں پہنے جانے والے لباس سے بلکہ اس کا تعلق صرف نماز ہی سے ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لا بد للمراۃ من ثلاثۃ اثواب تصلی فیھا: درع وجلباب وخمار.

''نماز پڑھتے وقت عورت کو تین کپڑوں میں ہونا چاہیے۔ درع، لمبی چوڑی قمیض، جلباب ایسی بڑی چادر جو پورا جسم ڈھانپ لے، خمار، اوڑھنی۔'' [بروایت ابن سعد، امام مسلم کی شرائط صحت کے مطابق۔ بتحقیق محمد عطیہ خمیس سنف فقہ النساء، ص:۱۵۵]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یقبل الله صلوة حائض الا بخمار . [ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب المراة تصلی بغیر حمار: ٦٤١، ترمذی، حاکم، ابن خزیمه]

''اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔''

عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ آزاد عورت کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ درع میں نماز پڑھے۔ نیز عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عورت اپنا دوپٹہ اوڑھے جس سے اپنا سر ڈھانپے اور دوپٹے اور درع یعنی پاؤں تک لمبی قمیض کے اوپر مزید ایک بڑی جلباب لپیٹ لے۔ عورت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ جسم کے ایسے مقامات چھپانے کی کوشش کرے جن کی ساخت نمایاں ہونے کا امکان ہے مثلاً کولہے وغیرہ۔ آپ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کوکھ کو اچھی طرح چھپانے میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اگر کوکھ کے نیچے کا لباس بھی اچھی طرح چھپانے والا ہے تو یہ طریقہ اور زیادہ ساتر بن جائے گا اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو یہ اس کو چھپانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ [مصنف عبدالرزاق، فقہ عمر، ص:۴۲۴]

ان روایات کی روشنی میں فقہاء کا موقف محمد عطیہ خمیس اس طرح لکھتے ہیں:

○......حنبلیوں کے نزدیک چہرے کے علاوہ باقی پورا جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہیے۔ اگر عورت نے جان بوجھ کر چہرے کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ کھولا ہے تو اس کی نماز باطل ہوگئی۔

○......احناف کے نزدیک چہرہ اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کا اوپر والا حصہ کھلا ہونا چاہیے باقی تمام جسم چھپا ہوا ہو یہاں تک کہ کان کے قریب لٹکے ہوئے بال بھی چھپے ہوئے ہوں۔

○......شافعیہ کے نزدیک سوائے چہرے اور ہاتھ کی ہتھیلیاں دونوں طرف سے کے علاوہ پورا جسم ڈھکا ہوا ہو۔

○...... مالکیوں کے نزدیک چہرہ اور ہاتھ کی ہتھیلیاں دونوں طرف سے کھلی ہوں باقی جسم ڈھکا ہوا ہو۔

پھر محمد عطیہ خمیس اپنی رائے لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

''نماز پڑھتے وقت عورت کو کم از کم جس لباس میں ہونا چاہیے وہ یہ ہے: ① موٹے کپڑے کا ایسا لمبا کرتا جو پاؤں کی پشت تک کو ڈھانپ لے، ② قمیض، ③ اور موٹے کپڑے کی اوڑھنی۔ باریک اور شفاف کپڑوں میں نماز جائز نہیں اگر قابل ستر حصے بغور دیکھے بغیر نظر آتے ہیں تو نماز کا

اعادہ واجب ہے۔ اگر لباس چست ہے اور جسم کے اعضاء نمایاں ہوتے ہیں تو ان میں نماز مکروہ ہے۔ وقت کے اندر اندر اگر عورت نماز کا اعادہ کرسکتی ہے تو ضرور کر لے۔“ [فقہ النساء، ص:۱۶۰]

مولانا ثناء اللہ المدنی فرماتے ہیں:

”عورت کے لیے جب تنگ لباس پہننا ہی غیر درست ہے تو اس میں نماز پڑھنا بھی درست نہیں۔“ [ہفت روزہ ”الاعتصام“ شمارہ ۲۷، ستمبر ۲۰۰۲]

بعض عورتیں باریک، تنگ یا چھوٹے لباس کے اوپر بڑی چادر لے لیتی ہیں تاکہ نماز میں ان کا ستر ڈھک جائے۔ حالانکہ نیچے بھی موٹا اور ساتر لباس ضروری ہے اور اوپر بڑی چادر بھی موٹی ہی اوڑھنا ضروری ہے۔

احادیث میں درع کا لفظ ہے یہ ایک لمبی قمیض ہوتی ہے، صحابیات اسے اتنا لمبا پہنتی تھیں کہ وہ پاؤں کی پشت بھی چھپا لیتی تھی۔ نیز یہ ان کا گھروں میں عمومی لباس تھا۔ اس قمیض کے نیچے بعض شلوار یا تہ بند بھی باندھتی تھیں اور بعض صرف قمیض پہنتی تھیں جب کہ سر پر موٹا اور کھلا دوپٹہ بھی اوڑھتی تھیں۔ یہ قمیض پاؤں تک سلی ہوتی تھی۔ ہمارے یہاں کی قمیضوں کی طرح اس کے چاک نہ سامنے ہوتے تھے نہ دائیں بائیں۔ لہٰذا ستر پوری طرح ڈھکا رہتا تھا اور ٹانگوں کی ساخت کا بھی پتا نہیں چلتا تھا۔

بعض خواتین کم لمبائی والا پاجامہ یا شلوار پہنے ہوئے پاؤں میں جرابیں پہن لیتی ہیں تا کہ ستر ڈھک جائے۔ حالانکہ نماز ہو یا غیر نماز کی حالت مقصود یہ ہے کہ جو کپڑا اوپر سے پہنے ہوئے نیچے آ رہا ہے لمبی قمیض ہو یا شلوار وغیرہ اس کی یہ حد شریعت نے مقرر کی ہے کہ وہ ٹخنوں سے نیچے تک ہو۔ ٹخنوں سے اوپر ازار (شلوار، پاجامہ، تہہ بند) مردوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا عورت کے لیے ٹخنوں سے اوپر تک رکھنا مردوں سے مشابہت کی بنا پر حرام ہے۔ پاؤں کی جانب سے چاہے کتنی لمبی جرابیں پہن لی جائیں۔ جسم کے اوپر حصے کی طرف سے پہنے ہوئے کپڑے کا ٹخنوں کو ڈھانکنا اور پاؤں تک لمبا ہونا ضروری ہے۔

تنہائی میں لباس

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار فرمایا:

ایاکم والتعری فان معکم من لا یفارقکم الا عند غائط وحین یفضی الرجل الی اھلہ فاستحیوھم واکرموھم .

[جامع ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی الاستتار عند الجماع، رقم: ۲۸۰۰۔ اسے البانی نے ضعیف کہا ہے]

"ننگے ہونے سے بچو اس لیے کہ تمہارے ساتھ وہ بھی ہیں جو جدا نہیں ہوتے مگر قضائے حاجت کے وقت یا بیوی کے ساتھ تخلیہ کے وقت۔ لہٰذا

ان سے شرم کرو اور ان کی عزت کرو۔"

ایک شخص سے آپ ﷺ نے فرمایا:

احفظ عورتک الا من زوجتک او ما ملکت یمینک

"اپنے ستر کی حفاظت کر ہاں اپنی بیوی یا لونڈی کے پاس ہو تو اور بات ہے۔"

اس شخص نے عرض کیا "کوئی تنہا ہو تو؟" آپ ﷺ نے فرمایا:

فاللّٰہ احق ان یستحیا منه . [سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب فی التعری، ح: ۴۰۱۷۔ سنن ابن ماجه]

"پس اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔"

معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی لباس پہنے رہنا چاہیے البتہ عورت تنہائی میں سر سے دوپٹہ اتار سکتی ہے، پنڈلیاں یا بازو ننگے کر سکتی ہے۔ یہ کسی صورت درست نہیں کہ بغیر کسی حقیقی ضرورت کے وہ اپنے گلے کا کپڑا یا ٹانگوں کا کپڑا اتار کر ننگی ہو جائے۔ حیا تو اس بات کی متقاضی ہے کہ انسان خود بھی اپنے قابل ستر مقامات کو دیکھنے سے بچے۔

شوہر کے سامنے لباس

دورِ حاضر میں اکثر خواتین بے حیا، آبرو باختہ، کم لباسی اور خوش لباسی کا عذر یہ پیش کرتی ہیں کہ ان کے خاوندان سے یہی چاہتے ہیں لہٰذا وہ مجبور ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو پردے کی تمام حدود سے آزاد کردیا ہے لہٰذا عورت کے لیے اپنے شوہر کی موجودگی میں ہر طرح کا لباس پہننے کا جواز ہے وہ باریک ہو، چھوٹا ہو، تنگ ہو، کسی بھی فیشن کا ہو، شوہر جیسا چاہے اسے پہنائے لیکن جب عورت کسی بچے، محرم مرد یا کسی بھی شخص کے سامنے (شوہر کے علاوہ) جائے گی تو لباس اور ستر پوشی کی ان حدود کا خیال رکھے گی جو شریعت نے مقرر کی ہیں۔

مرد پر بھی یہ واجب ہے کہ وہ بیوی کو ستر اور پردے کی حدود کا پابند بنائے۔ اسے مشروع لباس پہننے پر مجبور کرے اور اپنی ذاتی تسکین کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھے۔ کیونکہ وہ نکاح کے ذریعے اپنی بیوی کی نسوانیت کی ہر شکل اور ہر ادا سے استمتاع کے حقوق اپنے نام محفوظ کرا چکا ہے۔

بیوی کو غیر ساتر لباس پہنا کر...... بے حجاب کر کے...... کیا مرد کو اس بات پر غیرت نہیں آتی کہ وہ اپنے لیے مخصوص حقوق میں دنیا کے تمام مردوں، عورتوں

بلکہ درزیوں اور لباس فروشوں کو بھی شامل کر لیتا ہے؟ یہ تو دیوثیت اور بے غیرتی کی انتہا ہے، یہ نسوانیت کی تذلیل اور اس کے محافظ کے بزدل و بے حیا ہونے کا ثبوت ہے۔

کیا کبھی کسی نے یوں کیا ہے کہ اپنی ذاتی اشتہا اور ضرورت کو مدنظر رکھ کر بڑی محنت، دل چسپی سے نفیس ولذیذ کھانا تیار کرے اور پھر اسے چوراہے میں ننگا چھوڑ دے اس پر مکھیاں بھنبھناتی پھریں، دھول مٹی پڑتی رہے، لوگوں کی بھوکی نظریں اس کھانے کی طرف اٹھتی رہیں۔ پھر وہ گلا، سڑا، مکھیوں کا آلودہ کیا ہوا، لوگوں کی للچائی ہوئی بھوکی نظروں سے گزرا ہوا کھانا مزے لے لے کر کھائے یا وہ اس کھانے سے یہ امید رکھے کہ یہ اسے لذت، صحت، نشاط اور توانائی دے گا؟ اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر وہ اپنی دنیا کی قیمتی متاع نسوانیت کو مردوں کی بھوکی نظروں کے لیے ننگا اور سجا بنا کر کیوں ان کے سامنے لاتا ہے؟

اسلام نے تو مردوں کا یہ مزاج بنایا کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھنا یہ کپڑا تمہاری عورتیں نہ جھپٹ لیں تو ایک مرد نے کہا۔ ''میرا خیال ہے اس میں اعضا کی ساخت نمایاں نہیں ہوتی کیونکہ میں نے یہ کپڑا اپنی بیوی کو پہنا کر دیکھا، وہ اسے پہن کر چلی پھری وہ سیدھی چلی پھر پیٹھ موڑ کر چلی، میرا خیال ہے وہ کپڑا شفاف نہیں ہے۔ [بحوالہ فقہ النساء]

اس سے پتا چلتا ہے کہ مرد کو اپنی بیوی کے لباس پر گہری نظر رکھنا چاہیے اور اگر لباس میں کوئی غیر شرعی چیز یا برہنگی نظر آئے تو فوراً عورت کی توجہ دلا کر اسے اصلاح کرنے پر مجبور کرے۔

عورتوں کے لباس کے نام اور ان کی شرعی ساخت

احادیث میں عورت کے چار کپڑوں کے نام ملتے ہیں۔

① درع ،② ازار ،③ خمار ،④ جلباب۔

ہماری اردو زبان اور پاکستانی معاشرت میں ان کا کن کپڑوں پر اطلاق ہوتا ہے اور اسلامی تہذیب نے ان کی کیسی ساخت متعین کی ہے؟ نیز اسلام ان کپڑوں کے معاملے میں ستر پوشی ،تقویٰ اور زیب و زینت کے حصول کے حوالے سے کس کس فیشن کی اجازت دیتا ہے؟ آیئے ایک نظر اس پر بھی ڈالتے جائیں۔

درع (گلے میں پہننے کا کپڑا)

اہل عرب کے ہاں درع قمیض یا کرتے کو کہا جاتا ہے۔ اسے گردن سے پہنا جاتا ہے۔ عہد رسالت میں درع اتنی لمبی ہوتی تھی کہ پاؤں کے تلووں کو بھی چھپا لیتی ، نیز یہ سینے اور کمر کی جگہ سے خاصی ڈھیلی ڈھالی ہوتی۔ اس کا نچلا حصہ بھی کافی کھلا ہوتا تھا اور دونوں ٹانگیں اس کے اندر چھپی ہوتی تھیں۔ اس میں آگے ، پیچھے ، یا دائیں بائیں کوئی چاک نہیں ہوتا تھا۔ صرف سامنے سینے پر گریبان ہوتا جس پر بٹن

یا گھنڈیاں لگی ہوتیں تا کہ گردن سے پہننے میں آسانی ہو، اس کے نیچے اگر کوئی عورت ازار (تہ بند، پاجامہ، شلوار) پہن لیتی تو یہ ایک پسندیدہ طریقہ تھا اگر نہ پہنتی تو بھی اس کا یہ لباس محرم مردوں، عورتوں اور بچوں کے سامنے نیز حالتِ نماز میں ستر ڈھانکنے کے لیے کافی ہوتا تھا۔

پاکستان میں اس کا متبادل قمیض یا کرتا ہے۔ بشرطیکہ یہ گھٹنوں سے نیچے تک لمبی ہوں، پورے بازو ہوں، سینہ، کمر اور کولہوں کی جگہ سے ایسی ڈھیلی ڈھالی ہو کہ یہ اعضاء الگ الگ نظر نہ آئیں اور ان کی جسامت ظاہر نہ ہو۔ گلا ایسا ہو کہ صرف گردن ننگی رہے اور گردن سے جڑی ہوئی سینے کی ہڈی چھپ جائے کیونکہ سینے کی حد گردن کے ساتھ ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ سینے سے مراد چھاتی کا حصہ ہے اور وہاں تک گلا کھلا رکھا جاتا ہے۔ چاک نہ ہوں اور اگر چاک ہوں تو نصف ران کے بعد سے شروع ہوں یعنی لمبے چاک نہ ہوں۔ اس کرتے یا قمیض کے نیچے کھلے گھیر کی شلوار ہو یا تہ بند اور شلوار یا تہ بند ٹخنوں سے نیچے تک لمبا ہو۔

قمیض یا کرتے میں ہماری معاشرت میں فتنہ عریانی نے کئی فیشن متعارف کرائے۔ کبھی چاک اتنے چھوٹے اور قمیض اتنی تنگ رکھی گئی کہ کولہے چلتے ہوئے نمایاں ہوتے۔ کبھی چاک اتنے لمبے رکھے گئے کہ عورت کی کمر، کولہے اور پیٹ کا

بیشتر حصہ نظر آتا، خصوصاً جھکتے ہوئے یا نماز پڑھتے ہوئے تو پہلوؤں سے جسم خاصا نظر آرہا ہوتا ہے، آج کل بھی یہ فیشن عام ہے۔

قمیض یا کرتے کی لمبائی کبھی گھٹنوں سے اوپر، کبھی نصف ران تک اور کبھی ناف تک بھی رکھی گئی۔ جس سے یہ لباس مختصر ہونے کی وجہ سے عورت کے ننگا ہونے کی چغلی کھانے لگا۔

بازو کبھی آدھے، کبھی صرف چوتھائی حصہ، اور کبھی ندارد۔ یوں ننگے پن کو ہوا دی گئی کبھی بازوؤں کو چیر دیا گیا، کبھی ڈیزائن سوراخ دار بنائے گئے۔ اکثر اتنی تنگ کہ پہننے کی سہولت کے لیے گردن سے کمر تک زپ لگائی جاتی رہی۔ کبھی کٹائی اور سلائی اس طرح کی گئی کہ کمر، کولہے، پیٹ، کندھے الگ الگ صاف نظر آنے لگے۔

فتنہ عریانیت نے گلے پر ایسی قینچی چلائی کہ کھلتے کھلتے پورا سینہ کھول دیا گیا۔ اگر ایسا گلا پہننے والی ذرا سا نیچے جھکے تو وہ حصے بھی پورے نظر آتے ہیں جنہیں سوائے شوہر کے کسی کے سامنے کھولنا تو کجا ان پر سے دوپٹہ ہٹانا بھی درست نہیں۔ گلے کی کٹائی عرض میں اتنی زیادہ کی گئی کہ کندھے پورے نظر آنے لگے اور ان پر اندر پہنے ہوئے کپڑے کی پٹیاں بھی دعوتِ نظارہ دینے لگیں۔

سکرٹ، جینز، غرارے کی کرتی وغیرہ

انہیں لباس کی بجائے بے لباسی کہنا چاہیے۔ گلے کا کپڑا عورت کے لیے کسی

صورت اس قسم کا درست نہیں۔

گلے کا کپڑا یا بنیان

جو کپڑا اندر اوپر کے حصے پر گردن سے پہنا جائے اسے ہمارے یہاں بنیان یا بڑا ہونے کی صورت شمیض کہا جاتا ہے۔ بغیر بازو کے، آدھے بازو والا، پورے بازو والا، جسم کے ساتھ چپکا ہوا لمبائی میں کبھی ناف تک کبھی گھٹنوں سے کچھ اوپر، کسی دور میں یہ عورتوں کے لباس کا لازمی حصہ ہوتا تھا۔ اوپر کھلی، ڈھیلی ڈھالی، لمبی گھٹنوں تک قمیض ہوتی، یوں عورت کی اس طریقے سے بہترین ستر پوشی ہوتی۔ نئے دور کے بے راہ فیشنوں نے قمیض یا کرتے میں ہزارہا غیر ساتر اور غیر شرعی تبدیلیاں کیں، چنانچہ بنیان کو خارج از لباس کر کے قمیض کو بنیان کی لمبائی اور چوڑائی سے بھی چھوٹا کر دیا۔ غور کیجیے غرارے، شرارے، ٹراوزر کے ساتھ جو کرتی پہنی جاتی ہے کیا وہ بنیان نہیں؟ بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور تنگ شیطانی کرتی۔

فراک

فراک گلے سے پہنا جانے والا مغربی لباس ہے جس سے کمر اور سینہ، کندھے وغیرہ کا حصہ الگ نظر آتا ہے۔ اوپر پٹی کس کر اسے مزید الگ کیا جاتا ہے۔ نیچے کا حصہ کھلا ہوتا ہے لیکن ساخت ایسی کہ ذرا سا ہوا کا جھونکا آنے یا جھکنے پر پورا حصہ اوپر اٹھ کر برہنگی کا باعث بن جاتا ہے۔ فراک کے نیچے جانگیہ یا چست

پاجامہ بھی تنگ لباس ہے، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

فراک کے اگر اوپر اور نیچے کے حصے ایک ہی کپڑے سے ڈھیلے ڈھالے اور پاؤں تک لمبے ہوں تو پھر اس کے نیچے چست پاجامہ بھی پہنا جا سکتا ہے کیونکہ پاجامہ نظر نہیں آئے گا بلکہ وہ زیرِ جامے کا کام دے گا۔ اور فراک اس صورت میں عربی درع بن جائے گی۔

بیلٹ، پیٹی، کمر بند

الشیخ محمد ابراہیم ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں:

عورت کو بیلٹ، کمر بند اور پیٹی باندھنے سے منع کیا گیا ہے چاہے وہ زنار کے مشابہ ہو یا دوسری طرح کی، خواہ حالتِ نماز میں ہو یا خارجِ نماز میں اس لیے کہ وہ سرین کے حجم (سائز) اور بدن کے حصوں کو نمایاں کرتی ہے۔ بعض فراکوں اور قمیضوں میں بیلٹ استعمال نہیں کی جاتی لیکن کٹائی ایسی کی جاتی ہے جو بیلٹ ہی کی طرح کمر کی جگہ کو کس دے اور اعضائے بدن کو نمایاں کرے۔

ساڑھی

یہ ایک ہی دراز کپڑا ہوتا ہے جسے سر اور پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔ اس کی خرابی یہ ہے کہ اس سے کمر، پیٹ اور کندھے کے بعض حصے کی جلد نظر آتی ہے۔ بعض خواتین اس کے ساتھ اوپر کے حصے میں کرتی پہنتی ہیں لیکن یہ کرتی بنیان کے

مشابہ ہوتی ہے جو ستر کے تقاضے پورے نہیں کرتی اور اعضائے بدن کو نمایاں کرتی ہے۔

البتہ ایسی خواتین بھی دیکھی ہیں جو ساڑھی پہنتی ہیں لیکن ان کے بازو پورے ڈھکے ہوتے ہیں، نیز سینہ، سر وغیرہ بھی وہ پوری طرح ڈھانپ کر رکھتی ہیں۔ حاصل یہ کہ ساڑھی اگر اعضائے ستر کو پوری طرح ڈھانپنے والی اور ڈھیلی ڈھالی ہے تو اسے پہنا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

ازار (ٹانگوں پر پہنا جانے والا کپڑا)

احادیث میں دوسرے اہم کپڑے کا نام ازار ہے اور اس سے مراد وہ کپڑا ہے جسے مرد یا عورت ناف پر سے باندھتا ہے۔ عہد رسالت میں مردوں کے لیے ازار یا درع (قمیض) کا یہ امتیاز رکھا گیا کہ وہ ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہو۔ اور عورتوں کا ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہو۔

اس کی ایک شکل تہ بند ہے جو درست ہے مرد کے لیے بھی، عورت کے لیے بھی، بشرطیکہ لمبائی وہی ہو جو شریعت نے مقرر کی ہے۔ دوسری شکل شلوار ہے، خوب کھلے گھیر کی شلوار جب کہ موٹے کپڑے کی ہو، شریعت کے مقصد ستر پوشی کو پورا کرتی ہے لیکن شلوار کے بھی عریانی نے ہزارہا فیشن رائج کیے، کبھی ٹخنوں سے اوپر پائنچے، کبھی چرے ہوئے پائنچے، کبھی اتنے تنگ کہ پاؤں ڈالنے کے لیے بٹن

لگائے گئے اور کبھی اتنے کھلے کہ سولہ، سترہ انچ تک کشادہ۔ دورِ حاضر میں شلوار کے گھیر کو دن بدن تنگ کرنے کی مہم جاری ہے اور اب یہ شلوار کم اور چست پاجامے کے مشابہ زیادہ ہے۔ اگر تنگ شلوار کے اوپر اتنی لمبی قمیض ہو جو ٹخنوں کے نیچے تک ہو تو پھر ایسی شلوار درست ورنہ پرانے دور کی کھلے گھیر والی اور ٹخنوں سے نیچے تک لٹکنے والی شلوار ہی ستر پوشی کا کام دے سکتی ہے۔

پتلون اور پاجامہ

اس میں دو عیب پائے جاتے ہیں تنگ ہونا اور مردوں کی مشابہت۔ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ ایک فتویٰ کے جواب میں فرماتے ہیں:

''عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ تنگ اور چست لباس پہنے، کیونکہ ایسا لباس اس کے اعضائے جسمانی کی چغلی کھاتا ہے۔ اور انہیں نمایاں کرتا ہے جو کہ فتنہ بپا کرنے والا امر ہے، پتلون جن اعضاءِ جسم کو چھپائے یا ڈھانپے ہوئے ہوتی ہے ان کے طول وعرض کی حد بندی بھی کر دیتی ہے۔ نیز عورتوں کے پتلون پہننے میں مردوں کی مشابہت کا امکان ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' [فتاویٰ برائے خواتین اسلام]

الشیخ صالح ابن الفوزان فرماتے ہیں:

''عورت کے لیے ایسا لباس پہننا جائز نہیں جس میں مردوں کی مشابہت ہو یا کافرہ عورتوں کی مشابہت ہو، اس کے لیے ایسا تنگ لباس پہننا بھی جائز نہیں جو اس کے اعضائے بدن کی چغلی کھائے اور دوسروں کے لیے کسی فتنہ کا باعث بنے اور پتلون میں یہ تمام خطرات پائے جاتے ہیں لہٰذا اس کا پہننا جائز نہیں۔''

الشیخ صالح ابن العثیمین فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کو چاہیے کہ ہمارے اسلامی ملکوں میں ادھر ادھر سے وارد ہونے والے مختلف فیشنوں کے پیچھے بے لگام نہ دوڑ پڑیں اور ہر فیشن کا لباس زیب تن نہ کرلیا کریں کیونکہ ان میں سے اکثر ایسے چھوٹے، تنگ، چست، باریک اور ہلکے پھلکے ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے اسلامی لباس سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے جو کہ عورت کے لیے مکمل ستر کا باعث ہوں۔ انہی میں سے پتلون اور بنیان نما شرٹ بھی ہے۔ یہ عورت کی ٹانگوں کی موٹائی، اس کے پیٹ کی ہیئت کذائی، اس کے کولہوں کی حالت اور پستانوں کا حجم وغیرہ ظاہر کردیتی ہے۔ لہٰذا اسے پہننے والی عورت اس صحیح حدیث کے تحت میں داخل ہو جاتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''دو قسم کے لوگ اہل جہنم میں سے ہیں لیکن ابھی وہ مجھے نظر نہیں آرہے،

پہلی قسم کے وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو بہ ظاہر لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن درحقیقت ننگی ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی، خود ان کی طرف مائل ہونے والی، ان کے سروں پر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے جوڑے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی، نہ وہ جنت کی خوشبو کو پائیں گی جب کہ جنت کی خوشبو بہت دور تک پہنچ رہی ہوگی۔''

ڈھیلی ڈھالی پتلون پہننے والے کے سوال کے جواب میں الشیخ ابن العثیمین فرماتے ہیں:

''چاہے وہ ڈھیلی ڈھالی ہو کیونکہ ایک ٹانگ کا دوسری ٹانگ سے الگ نظر آنا بھی بے پردگی کی علامت ہے۔ اس میں یہ خدشہ بھی ہے کہ پتلون پہننے والی عورت مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والیوں میں شمار ہوگی کیونکہ پتلون مردوں کے لباس کا حصہ ہے۔''

شیخ الحدیث منصورہ اکیڈمی مولانا عبدالمالک فرماتے ہیں:

''قمیض کے ساتھ پاجامہ ہو تو اس سے جسم کے پیچ و خم بھی نظر آتے ہیں، اس لیے یہ لباس ساتر نہیں ہے۔'' [ماہنامہ ترجمان القرآن، اگست ۲۰۰۱ء]

نوٹ: سعودی عرب میں درع (پاؤں تک لمبی قمیض) پہننے کا رواج رہا ہے لیکن پاکستان میں ایسا کپڑا کبھی بھی رائج نہیں رہا۔ لہٰذا عورت یہاں کے رواج کے مطابق تہ بند یا ڈھیلی ڈھالی شلوار پہن سکتی ہے البتہ پاجامہ تنگ ہونے اور مردانہ لباس ہونے کی وجہ سے نہیں پہن سکتی۔

چست پاجامہ

مندرجہ بالا فتاویٰ کی روشنی میں چست پاجامہ بھی غیر ساتر لباس ہے۔

لباس یا غلاف

انسان کو اللہ تعالیٰ نے شرف والی مخلوق بنایا ہے اور یہ امتیاز صرف انسان کو حاصل ہے کہ وہ لباس پہنتا ہے۔ انسان کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو صرف انسان کے لیے ہی بنایا ہے اور ان چیزوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے جن میں ایک لباس بھی ہے چنانچہ فرمایا:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا ﴾ [الاعراف:٢٦]

"اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت بھی ہے۔"

لباس جن چیزوں سے تیار کیا جاتا ہے وہ سب زمین سے اگتی ہیں لیکن لباس

کی انسانی زندگی میں اہمیت اور فضیلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر نزول کے الفاظ سے کیا۔ لباس انسان خود تیار کرتا اور پہنتا ہے ساتر اور قد وقامت پر جچنے والا۔ لیکن جامد چیزوں کو انسان کپڑے کے غلاف سے ڈھانکتا ہے تاکہ دھول مٹی سے بچی رہیں۔ غلاف جامد چیزوں کی ساخت کے عین مطابق ہوتا ہے......فِٹ ......وہ مطلوبہ چیز کے ایک ایک جگہ کے ماپ کے مطابق ہوتا ہے۔ دورِ حاضر میں انسان نے بھی اپنے جسم کے ایک ایک عضو کے ماپ کے مطابق الگ الگ کپڑے کے ٹکڑوں سے لباس تیار کرنے کو رواج دیا۔ گویا شیطان نے انسان سے لباس جیسے شرف والا پہناوا چھین کر اسے جامد چیزوں جیسا غلاف پہنا دیا۔ ایک مسلمان عورت کی نسوانیت کا تقاضا ہے کہ وہ وقار و شرف کا مظہر ڈھیلا ڈھالا اور پورے جسم کو ڈھانپ لینے والا لباس پہنے نہ کہ تنگ، چست بے جان چیزوں کو پہنایا جانے والا غلاف۔

خمار (سر پر اوڑھنے والا کپڑا)

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿ وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ ﴾

''اور چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے کر کہ عورت اپنی زینت فلاں فلاں رشتہ داروں

(محرم) پر ظاہر کر سکتی ہے ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ وہ خمار اوڑھ کر رکھے۔

علمائے لغت لکھتے ہیں:

خمار اس دوپٹہ کو کہتے ہیں جسے عورت اپنے سر پر ڈالتی ہے۔ سلف صالحین نے بیان کیا ہے کہ خمار سر پر سے لا کر سینے پر اس طرح ڈالا جائے کہ جسم کے ابھار اور مواضع زینت میں سے کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ اس طرح ہرگز نہ ہو کہ آنچل پیچھے کی طرف ڈال لیا جائے جس سے سینے کا ابھار نہ چھپ سکے بلکہ اور ابھار پیدا ہو جائے جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا اور جس کو اسلام نے مٹایا۔

علامہ شبلی فرماتے ہیں:

جاہلیت میں کرتوں کے گریبان بہت چوڑے ہوتے تھے جس سے سینے نظر آتے اور عورتیں دوپٹوں کو پشت کی طرف ڈالتی تھیں۔ لہٰذا حکم آیا کہ دوپٹے سامنے سینوں پر ڈالیں۔ [چھرے کا پردہ مرتب محمود خضر]

عربی کے خمار کا اردو ترجمہ، دوپٹہ یا اوڑھنی ہے۔ نیز قرآنِ حکیم نے خود ہی اس کے اوڑھنے کا طریقہ بھی بتا دیا کہ دوپٹے کو سینے پر ڈالا جائے۔

دوپٹہ کا مطلب ہے دوپٹ والا یعنی لمبا چوڑا کپڑا جو سر پر اوڑھا جاتا ہے۔

دوپٹہ اوڑھنے کی عمر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ ۔ [سنن ابی داؤد، المرأة لا تصلی بغیر خمار، ح: ٦٤١]

''اللہ تعالیٰ دوپٹے کے بغیر کسی بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا۔''

ثابت ہوا کہ لڑکی جب بالغ ہو جائے تو وہ پردہ کرنے اور پورا لباس پہننے کی مکلف ہے۔ نیز نماز روزے جیسے فرائض کا بجالانا اس پر فرض ہو جاتا ہے۔

جس طرح نماز فرض تو بلوغت پر ہوتی ہے مگر اس کی عادت بچے کو چھ، سات سال کی عمر میں ڈالنے اور دس سالہ ہونے پر سختی کر کے نماز پڑھوانے کا حکم ہے۔ یہی اصول لڑکی کو دوپٹہ اوڑھانے کا ہے۔ بچی جب چھ، سات سال کی ہو جائے اسے دوپٹہ اوڑھنے کی عادت ڈالی جائے گی۔ دس سال ہونے پر اسے دوپٹہ اوڑھانے میں سختی کی جائے گی اور بالغ ہونے پر وہ دوپٹہ نہ اوڑھے تو گنہ گار ہو گی۔

بالغہ لڑکی وہ ہے جسے یا تو حیض آنا شروع ہو جائے، یا اس کی عمر تیرہ سال ہو جائے۔

خمار (دوپٹہ) کیسا ہو؟

دوپٹے کی شرائط بھی وہی ہیں جو عورت کے لباس کی ہیں اتنا باریک نہ ہو کہ سر کے بالوں کا رنگ نظر آئے، اتنا چھوٹا نہ ہو کہ سر، سینہ اور کمر پہ پھیلایا نہ جا سکے۔ کیونکہ دوپٹے کا مقصد سر کے بال اور گردن کے علاوہ سینے، کمر، کندھے اور

پیٹ کی ساخت کو مزید چھپانا ہے گو عورت نے ان پر درع (قمیض) یا کوئی اور کپڑا بھی پہنا ہوتا ہے۔

ام علقمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن آئیں۔ اس وقت انہوں نے باریک دوپٹہ (خمار) اوڑھ رکھا تھا۔ جس سے اس کا گریبان نظر آ رہا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ دوپٹہ پھاڑ دیا اور اس کی بجائے موٹے کپڑے کا دوپٹہ اسے پہننے کو دیا اور کہا کیا: تمہیں سورہ نور کے احکام یاد نہیں؟ [مشکوٰۃ، کتاب اللباس، ح ٤٣٧٥۔ موطا امام مالك، كتاب اللباس]

الشیخ صالح الفوزان ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں: ''عورت کے لیے پانی کی طرح آر پار دیکھا جانے والا کپڑا پہننا جائز نہیں، ایسا دوپٹہ بھی سر پر اوڑھنا جائز نہیں جو ہلکا ہو اور سر اور چہرہ کے لیے ساتر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ﴾ ''اور چاہیے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔'' ہلکے اور باریک دوپٹے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ فتنہ کے قریب ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب دوپٹے کے بارے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

انما الخمار ما واری البشرة و الشعر .

''دوپٹہ (خمار) تو صرف وہی ہے جو چمڑے (جلد) اور بال کو ڈھانپ

لے۔ (غذاء الباب السفارینی، ۴/۱۶۴) [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۶۲۹]

معلوم ہوا کہ آرگنزا، ٹشو، جالی، جارجٹ، شیفون اور باریک ململ وغیرہ کے دوپٹے درست نہیں کیونکہ ان سے بالوں کا رنگ اور جلد کا رنگ نظر آتا ہے۔ البتہ اس کے نیچے استر لگا کر اسے اوڑھ سکتے ہیں۔

گھر میں محرموں کے سامنے دوپٹہ (خمار)

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

گھر میں رہتے ہوئے بھی یہ چیز پسندیدہ نہیں کہ نوجوان لڑکی کا سینہ بغیر دوپٹے کے ہو اور وہ گھر میں گھوم رہی ہو۔ اگر کرتے یا قمیض کا گریبان ساتر نہ ہو تو باپ اور بھائی کے سامنے آنے کی شریعت بالکل اجازت نہیں دیتی۔ اس لیے کہ عورت کے جسم میں سب سے زیادہ جاذبِ نظر اس کا سینہ ہوتا ہے لہٰذا ایک طرف مردوں کو غضِ بصر کا حکم دیا گیا تو دوسری طرف عورتوں کو اپنے سینے پر اوڑھنیاں ڈالنے کا۔ عورت کے جسم میں سینہ وہ شے ہے کہ اگر اس پر صرف کرتا پہن لیا جائے تو بھی وہ پوری طرح نہیں چھپے گا۔ اس لیے حکم دیا گیا:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾

''عورتیں اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔'' [عورت اور اسلام]

آج کل خواتین گھروں میں اور محرموں کے سامنے دوپٹہ اتار کر ان کے سامنے آتی ہیں اور کہتی ہیں شریعت میں اس کی اجازت ہے۔ حالانکہ شریعت میں حکم ہے کہ عورتیں اپنے دوپٹے اپنے سر اور سینہ پر اوڑھ کر رکھیں۔ البتہ اجازت یہ ہے کہ اگر کبھی گھر میں کام کاج کرتے دوپٹہ سر سے کھسک جائے اور محرم کی نظر پڑ جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ نیز دورِ حاضر میں عورتیں اپنے سامنے کے حصے کو کتنا جاذبِ نظر رکھتی ہیں یہ بات ان سے بھی ڈھکی چھپی نہیں۔ خوب صورت پرنٹ اور کپڑے کی قمیصیں عموماً تنگ، اعضاء کو نمایاں کرنے والی ...... گلے خوب صورتی سے بنائے ہوئے ...... عموماً کھلے بھی ...... قمیض کے نیچے پہنا ہوا اندرونی کپڑا اور اس کا تناؤ ...... اور اس پر دوپٹہ برائے نام یا سرے سے ہے ہی نہیں ...... ایسے میں عورت یہ خیال کرے کہ اس کے محرم افراد کی نیت خراب نہیں ہوگی یا ان کی نظر اس کے سامنے کے حصے کا بار بار جائزہ نہیں لے گی ...... یہ اس کی انتہائی بے وقوفی ہے یا حقیقتِ حال سے جان بوجھ کر گریز ...... اسلام نے فتنوں سے بچنے کے لیے لباس تجویز کیا ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ محرموں کے سامنے دوپٹہ اوڑھ کر رکھنا چاہیے۔

یاد رہے کہ باہر نکلنے کے لیے عورت کو جلباب کا حکم دیا گیا ہے اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ اگر خمار محرموں کے سامنے یا عورتوں اور بچوں کے سامنے نہ اوڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو پھر خمار کا حکم کیوں؟ اور کس لیے؟ نیز خمار

(دوپٹے) کا ذکر جس ضمن میں کیا گیا وہ یہ ہے کہ محرم افراد پر ظاہری زینت ظاہر ہو جانے میں کوئی ہرج نہیں اور ان سے چہرے کا پردہ نہیں۔

دوپٹے کو ٹوپی کی طرح سر پر گول کرنا ...... مونڈھے پر اس کے پلو ڈال دینا...... پیچھے کی طرف پلو گرا دینا...... دوپٹے کو نیچے گھسیٹتے ہوئے چلنا بھی درست نہیں۔ دوپٹہ اس طرح اوڑھنا کہ گردن ننگی نظر آئے، سینہ ننگا ہو، پیچھے سے گردن نظر آئے یہ تمام طریقے غیر شرعی ہیں۔

دوپٹہ یا رسی

اب یہ عام رواج ہو چکا ہے کہ عورتیں دوپٹے کو لباس کا جز تو بناتی ہیں لیکن یا تو کندھے پر لٹکاتی یا گردن میں ڈال لیتی ہیں۔ بعض سر پر باریک دوپٹہ اور گلے میں چادر لپیٹ لیتی ہیں۔ (گھر سے باہر جاتے ہوئے) ان تمام صورتوں میں یہ دوپٹے کے ساتھ بدترین مذاق ہے۔

اخبارات ورسائل عورتوں کے مختلف پوز میں برہنہ انداز سے تصویریں دے کر لکھتے ہیں دوپٹہ مشرقی روایات کا حصہ ہے۔ ایسا دوپٹہ بقول ان کے مشرقی روایات کا حصہ تو ہوسکتا ہے اسلامی روایات کا قطعاً حصہ نہیں۔ اسلامی روایات کا حصہ وہی دوپٹہ یا خمار ہے جو موٹا اور کھلا ہو اور عورت کے چاروں اطراف کو سر کے بالوں سمیت اچھی طرح ڈھانپ لے۔

طالبات کی پٹی

اسکولوں اور کالجوں میں دوپٹے کے بجائے پٹی بھی غیر اسلامی طریقہ ہے۔ نرسوں کے لباس میں دوپٹے کے بجائے ہیٹ نما ٹوپی ہوتی ہے یہ مردوں سے مشابہت ہے۔ نیز عیسائی راہبات اور نرسوں کا شعار (علامت) ہے۔ اس لیے بھی اس کا پہننا حرام ہے۔

عورت تین پردوں میں

مسلمان عورت نیچے موٹا، کھلا، ڈھیلا ڈھالا، لمبا چوڑا لباس پہنتی ہے۔ اوپر کھلا اور موٹا دوپٹہ خمار اوڑھ کر رکھتی ہے...... اور باہر نکلتے ہوئے ان کے اوپر ایک اور پورے جسم کو ڈھانپ لینے والی جلباب (بڑی چادر یا برقع) اوڑھتی ہے تا کہ اگر جلباب کھسک بھی جائے تو اس کے نیچے کی زینت گلے کا ہار وغیرہ ظاہر نہ ہو۔

نسوانیت بازار میں برائے فروخت

عورت کا مخصوص اندرونی کپڑا بازاروں میں، ریڑھیوں پر اور چم چم کرتی دکانوں میں شوپیسوں میں ...... انچوں اور سینٹی میٹروں کے ماپ کے ساتھ غیر مردوں کے ہاتھوں ...... اس کا نمبر بتا کر مردانہ یا زنانہ ہاتھ خریدتے ہیں۔ بعض اونچی دکانوں سے ملحق ایک مخصوص کمرہ بھی اس مقصد کے لیے ہوتا ہے تا کہ عورت وہیں پہن کر جائزہ لے لے۔ تُف ایسی تہذیب پر جو اپنی عفت وعصمت کے

مخصوص اعضا کی ساخت اور ماپ کو غیروں کے ہاتھوں رسوا ہوتے اور کوڑیوں کے مول فٹ پاتھوں پر بکتے دیکھتی اور اسے روشن خیالی سمجھتی ہے۔

ایک دور وہ تھا کہ عورتیں اس کپڑے کو دھو کر ایسی جگہ لٹکاتیں جہاں کسی بچے یا مرد کی نظر نہ پڑے عورت اس کپڑے کو اپنی کشش چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھی اور اب اس کپڑے کی تیاری میں اس کے کھنچاؤ اور تناؤ کو مدنظر رکھا جاتا ہے تاکہ یہ حصہ جسم مزید نمایاں ہو۔ مستزاد یہ کہ بعض خواتین سب کے سامنے مال بھی یہیں سے درآمد اور برآمد کرتی ہیں۔

جلباب (بڑی چادر)

جلباب سے مراد ایسا بڑا کپڑا ہے جسے عورت گھر سے باہر نکلتے ہوئے اپنے پورے جسم اور سر پر لپیٹ کر اپنا لباس، زیور اور بناؤ سنگھار چھپا لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جلباب کے بارے حکم دیا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ [الاحزاب: ٥٩]

"اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب

طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

مندرجہ بالا حکم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

- ...... جلباب کا حکم نبی ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کے لیے بھی ہے اور اہل ایمان کی عورتوں کے لیے بھی۔ یعنی تمام خاص اور عام خواتین کے لیے جلباب کا حکم ہے۔
- ...... جلباب کا مقصد یہ ہے کہ وہ دنیا کی دیگر تمام عورتوں سے الگ تھلگ نظر آئیں اور یہ پتا چل جائے کہ جو عورت جلباب اوڑھ کر گھر سے باہر نکلی ہے وہ مومنہ ہے۔ اگر وہ جلباب اوڑھ کر باہر نہیں نکلتی تو گویا اس نے اپنی اسلامی شناخت کھو دی۔ اپنے تشخص کو غیر مسلم کافر و مشرک عورتوں میں ضم کر دیا اور یہ بہت بڑی غلطی ہے۔
- ...... اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جلباب مسلمان خواتین کا شعار (مذہبی علامت) ہے جس کا اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔

جلباب اور خمار میں فرق

خمار (دوپٹہ یا اوڑھنی) وہ کپڑا ہے جسے عورت محرم رشتہ داروں، عورتوں، بچوں کے سامنے، نیز گھر میں اور نماز کی حالت میں اوڑھنے کی پابند ہے۔ اس کے

برعکس جلباب صرف اجنبی مردوں کے سامنے اور گھر سے باہر نکلتے ہوئے اوڑھی جاتی ہے۔

جلباب کی تعریف علماء کی نظر میں

○...... اس سے مراد بڑی چادر ہے جسے عورت اپنے اوپر اس طرح لپیٹے کہ اس کے جسم میں سوائے ایک آنکھ کے جس سے دیکھنے کا کام لے اور کچھ کھلا ہوا نہ ہو۔ [عبداللہ بن عباس]

○...... جلباب کے استعمال کی صورت یہ ہے کہ اسے پیشانی کے اوپر لپیٹ کر باندھ لے پھر اس کا پلو موڑ کر ناک بھی چھپا لے۔ [قتادہ]

○...... جلباب اس طرح اوڑھے کہ آدھا چہرہ چھپ جائے۔ [حسن بصریؒ]

○...... جلباب کے معنی ہی ملحفہ ہیں یعنی بڑی چادر۔ ''یدنین کا مصدر ادنا ہے، جس کے معنی ہیں قریب کرنا۔ مگر جب اس کے بعد علی کا حرف آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ارخاء یعنی لٹکانا تو **یدنین علیھن من جلابیبھن** کے معنی ہوئے ''اپنے اوپر اپنی چادروں کے کچھ حصے لٹکا لیا کریں۔'' علامہ جوہری متوفی ۳۹۳ھ [بحوالہ چہرے کا پردہ۔ مطبوعہ ماہنامہ ''فاران'' اپریل ۱۹۹۵ء]

○...... جلباب اس کپڑے کو کہتے ہیں جو تمام بدن کو ڈھانپ لے اور جو کپڑا تمام بدن کو نہ ڈھانپے اسے جلباب نہیں کہتے۔ [المحلی، ابن حزم: ۳/ ۲۱۳]

معلوم ہوا کہ جلباب وہ بڑا کپڑا ہے جسے عورت گھر سے باہر نکلتے ہوئے اپنے سر اور پورے جسم پر اس طرح لپیٹ لیتی ہے کہ چادر کے پلو گھونگھٹ کی صورت سر اور اس کے اطراف سے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کو ضرورت کے مطابق رستہ بھی نظر آتا ہے لیکن اس کے چہرے کو کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا۔

جلباب (بڑی چادر یا برقع) میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

○...... ایسی ہو کہ جن اعضاء کو باہر نکلتے ہوئے ننگا رکھنے کی اجازت ہے مثلاً ہاتھ اور پاؤں ان کے علاوہ پورے جسم کو ڈھانپ لے۔ یعنی وہ پاؤں تک لمبا ہو اور اس کے بازو نصف ہاتھ کو بھی اپنے اندر لے لیں۔

○...... خوب صورت نہ ہو اور نہ ہی اس پر گوٹے، جھالر، طلے، مختلف ڈیزائنوں، دھاگوں موتیوں وغیرہ سے کوئی آرائش کی گئی ہو ورنہ یہ چادر یا برقع خود زینت بن جائے گا۔ حالانکہ زینت چھپانے ہی کے لیے جلباب اوڑھی جاتی ہے۔ اس شرط کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے:

﴿وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى﴾ [الاحزاب: ۳۳]

''اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔''

○...... موٹے کپڑے سے تیار کی گئی ہو تا کہ نیچے پہنے ہوئے کپڑوں کا

رنگ، ڈیزائن، ان پر کی گئی کڑھائی یا کوئی دوسری آرائش، زیور اور بناؤ سنگھار (مہندی، لپ اسٹک وغیرہ) نظر نہ آئیں۔ اگر چادر یا برقع باریک کپڑے سے تیار کیا گیا ہے تو یہ جلباب کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ کیونکہ مقصد زیور، لباس اور جسمانی اعضاء کی بناوٹ کو مردوں کی نظروں سے بچانا ہے۔

○...... چادر ڈھیلی ڈھالی ہو کیونکہ تنگ ہونے کی صورت میں جسم کے اعضاء کی ساخت نمایاں ہوگی۔

○...... مردانہ لباس سے مشابہ نہ ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں لعنت کی ہے۔ [بخاری، کتاب اللباس، ابوداؤد، ابن ماجه، حاکم، احمد بن حنبل]

○...... پرنٹ یا رنگ جاذبِ نظر اور پرکشش نہ ہو کہ مردوں کی نظریں بے اختیار اس کی طرف اٹھنے لگیں مثلاً گلابی، جامن وغیرہ نیز اس پر دل کش نقش و نگار بھی نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ یہ سب بھی زینت میں شامل ہیں۔ جب کہ جلباب (بڑی چادر) زینت والی چیزوں کو چھپانے کے لیے اوڑھنے کا حکم ہے۔

جلباب کی مروّجہ شکلیں

مختلف خطوں میں عورتیں گھر سے باہر نکلتے ہوئے مختلف کپڑے استعمال کرتی ہیں۔ دورِ حاضر میں نقاب والی چادر، ٹوپی والا برقع اور گاؤن اور اسکارف عام طور پر استعمال کیے جا رہے ہیں۔ آیئے دیکھیں ان کا استعمال شرعی حجاب کے تقاضے کہاں تک پورے کرتا ہے۔

نقاب والی چادر

اگر یہ چادر اتنی بڑی ہو کہ پورے جسم، لباس اور زینت کو ڈھانپ لے، جسم کے ساتھ چپکنے والا کپڑا نہ ہو، نیز اس پر آرائش اور اس کا رنگ جاذبِ نظر نہ ہو تو اس کا استعمال درست ہے۔ یاد رہے کہ جرسی کپڑا جس کی چادریں عام مستعمل ہیں یہ جسم سے چپک جاتا ہے، اس لیے اس کی چادر کے استعمال سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔

ٹوپی والا برقع

یہ بھی شرعی حجاب کے تقاضے پورے کرتا ہے بشرطیکہ یہ جاذبِ نظر رنگ اور آرائش والا نہ ہو۔ اس کی یہ خوبی ہے کہ اس سے آنکھیں بھی چھپ جاتی ہیں۔

گاؤن

اسے کوٹ یا عبایا بھی کہا جاتا ہے۔ دراصل یہ گلے میں پہنا جانے والا کپڑا ''درع''، لمبی قمیض ہی ہے، جس کے بارے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے

پوچھا تھا کہ عورت اپنا کپڑا (نصف پنڈلی سے نیچے) کتنا لٹکائے تو آپ ﷺ نے فرمایا، ایک بالشت۔ انہوں نے عرض کیا! اس طرح تو پاؤں کھلے رہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا تو پھر دو بالشت لٹکائے۔" [ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الانتقال، ح ٤١١٧۔ ترمذی: ١٧٣١، ریاض الصالحین: ٨٠١]

دورِ حاضر میں گاؤن کا رواج شہری زندگی میں عام ہے۔ بعض خواتین صرف گاؤن پہنتی ہیں اور چہرہ نہیں ڈھانپتیں۔ ایسی صورت میں گاؤن جلباب کے تقاضے پورے نہیں کرتا البتہ عورت کے گھریلو لباس کا کام دیتا ہے۔ گاؤن کو جلباب کا متبادل بنانے کے لیے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

ڈھیلا ڈھالا ہو، تنگ نہ ہو، اس پر کسی قسم کی آرائش نہ ہو، جاذبِ نظر رنگ نہ ہو، پاؤں تک لمبا ہو، ہاتھ کی ہتھیلیوں کے علاوہ پورے بازوؤں کو ڈھانپ لے۔ خاص بات یہ کہ سر پر لیا جانے والا دوپٹہ، نقاب یا اسکارف کا رنگ گاؤن سے مختلف نہ ہو۔ اگر مختلف رنگ ہوگا تو گاؤن درع (قمیض) ہی کہلائے گا اور اوپر کا کپڑا صرف نقاب، اسکارف یا دوپٹہ۔

جلباب چونکہ ایک کپڑے پر مشتمل ہوتی ہے جو پورے بدن کو ڈھانپ لیتی ہے لہٰذا جب گاؤن اور سر کا کپڑا ہم رنگ ہوں گے تو یہ ایسے ہے کہ گویا جلباب کو دو حصوں میں بانٹ کر سہولت کی راہ نکالی گئی ہے۔ دونوں کا ہم رنگ ہونا یکسانیت کا

تاثر دے گا جب کہ گاؤن اور اسکارف نقاب یا دوپٹے کا رنگ الگ الگ ہونے سے دونوں میں کشش اور زینت پیدا ہو جاتی ہے۔

یاد رہے کہ اسکارف، نقاب یا ایسا دوپٹہ جس سے چہرہ اور سر ڈھانپ لیا جائے، اتنے کھلے اور ڈھیلے ڈھالے ہونے چاہئیں کہ وہ عورت کے سر، چہرے، بازوؤں، کندھے، سامنے کا حصہ اور پیچھے سے پیٹھ وغیرہ کو چھپا لیں۔

دورِ حاضر میں تکونے اور گول رومال یا اسکارف جو اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ مردانہ مفلر یا رومال کی طرح صرف سر، چہرے، گردن اور کندھوں پر پھیلائے نہیں جا سکتے، ان کا استعمال شرعی حجاب یا جلباب کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔

حجاب گارمنٹس والوں سے گزارش

دورِ حاضر میں حجاب کے نام پر حجاب تیار کرنے والوں نے برقعوں کے بہت سے انداز امتعارف کرائے ہیں۔ جن میں سے اکثر انداز حجاب کے تقاضے پورے کرنے کے بجائے عورت کی قد و قامت کو مزید خوب صورت بنا کر نمایاں کرتے ہیں۔ مثلاً تکونے اور چھوٹے رومال یا پھولدار رومال، کڑھائی جھالر یا موتی ستاروں والے گاؤن اور نقاب، گھٹنوں تک گاؤن، تنگ اور کٹنگ والے گاؤن، پھولدار یا گوٹے طلے والی چادریں، چھوٹے بازو والے گاؤن وغیرہ۔

حجاب تیار کرنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صرف ایسا حجاب تیار کریں

جو حجاب کے شرعی تقاضے پورے کرتا ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حجاب کے نام پر تبرج جاہلیت (جاہلیت جیسی سج دھج دکھانے) میں وہ خود بھی شمولیت کے مرتکب ٹھہریں۔

دستانے

دستانے عورت کا اختیاری لباس ہیں لازمی نہیں، رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھنے والی خواتین کے لیے فرمایا کہ

لا تنتقب المحرمة وما تلبس القفاذین. [صحیح بخاری، کتاب الحج، ح: ۱۸۳۸]

''احرام والی عورت نہ نقاب پہنے اور نہ ہی دستانے۔''

معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں عورت کے لیے دستانے اور نقاب کی ممانعت ہے۔ عمومی زندگی میں اگر وہ اجنبیوں سے اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو دستانے سے یا کسی کپڑے کے اندر کر کے چھپاتی ہے تو یہ اس کے لیے ایک اچھا امر ہے۔ مولانا ثناء اللہ مدنی اپنے ایک فتویٰ میں کہتے ہیں:

''عورت کا ہاتھ اور پاؤں کا بھی پردہ ہونا چاہیے البتہ لینے دینے کی ضرورت کی بنا پر انھیں ظاہر کرنا بھی جائز ہے لیکن فتنے کے خوف کی صورت میں ان کا پردہ بھی ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب فوائد وفتاویٰ تہم

المراۃ المسلمۃ، ص:۱۵۹۔ ہفت روزہ الاعتصام، ۲۴ اگست ۲۰۰۱ء]

اگر ہاتھوں پر مہندی اور زیور وغیرہ کی آرائش ہو تو انہیں کسی کپڑے میں یا دستانوں میں چھپا لینا چاہیے تاکہ زینت ظاہر نہ ہو، اسی طرح جس عورت کے ہاتھ خوبصورت ہوں وہ بھی دستانے پہن لے تو یہ بہتر ہے۔ البتہ اگر ہاتھوں پر مہندی اور زیور وغیرہ کی آرائش نہیں تو ہاتھ کی ہتھیلیاں ننگی رکھ سکتے ہیں۔

نقاب احرام کی حالت میں

رسول اللہ ﷺ کے عہد میں عرب خواتین نقاب کا استعمال کرتی تھیں، اسلام میں عورت نقاب کو چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کرسکتی ہے لیکن احرام کی حالت میں نقاب کی ممانعت ہے۔ لہٰذا وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنا چہرہ اپنی اوڑھنی وغیرہ سے چھپانے کی مکلّف ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

دورانِ احرام جب اجنبی مردوں کے قافلے گزرتے تو ہم اپنے چہرے ڈھانپ لیتی تھیں۔ صالح ابن العثیمین فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تنتقب المحرمة ولا تلبس القفازين .

لہٰذا دورانِ احرام برقع بدرجہ اولیٰ منع ہے، جب عورت کے اردگرد اجنبی ہوں تو وہ اپنی اوڑھنی یا چادر سے اپنے چہرے کو مکمل ڈھانپ لیا کرے اور جب

اس کے اردگرد اجنبی نہ ہوں تو اپنا چہرہ کھول لے یہی افضل ہے۔

[ص: ۳۰۸، فتاویٰ برائے خواتین اسلام]

غرض یہ کہ احرام کے دوران عورت سلا ہوا مروّجہ نقاب استعمال نہیں کرسکتی لیکن اسے اپنا چہرہ اجنبی مردوں سے چھپانا ضروری ہے۔ لہٰذا وہ اپنا چہرہ اپنی اوڑھنی کا پلو لٹکا کر (گھونگھٹ نکال کر) چھپائے گی یا کسی اور طریقے سے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دورانِ احرام کپڑا چہرے سے چھونا نہیں چاہیے اس کی حدیث سے کوئی دلیل نہیں ملتی، سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم ایک فتوے میں کہتے ہیں:

عورت پر لازم نہیں کہ چہرے سے پردہ ہٹانے کے لیے لکڑی یا پٹی باندھے۔ عورتیں غیر مسنون اعمال کرتی ہیں مثلاً لکڑی پیشانی پر رکھتی یا عمامہ باندھتی ہیں اور یہ دونوں بدعت ہیں۔ لوگوں کا یہ کہنا کہ ''چہرے کا پردہ چہرے کو مس نہ کرے۔'' ایسا کسی عالم یا فقیہ نے کہا نہ ہی اس پر کوئی دلیل وارد ہے۔ حدیث احرام المراۃ فی وجہھا (عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے) صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ پردہ اگر عورت کے چہرے سے چھو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے نہ ہی اس پر کوئی فدیہ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ چہرے کو ڈھانپنا مطلق ممنوع نہیں ہے۔ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے واضح ہے:

كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه

وسلم محرمات فاذا حاذوا بنا . سدلت احدانا جلبابها من

علٰی راسها علی وجهها فاذا جاوزونا کشفناه .

یعنی سواروں کا قافلہ جب گزرتا تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ احرام میں ہوتی تھیں، پس جب قافلے ہمارے مقابل آ جاتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر سر کے اوپر لٹکا لیتی اور جب قافلے ہم سے گزر جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتیں۔ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی فدیہ کا ذکر نہیں کیا۔ [فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص: ۳۰۴، ۳۰۵]

دورِ حاضر میں بعض خواتین گھر سے باہر جاتے ہوئے چھوٹے سے نقاب کا استعمال کرتی ہیں لیکن بقیہ جسم پر نہ تو جلباب ہوتی ہے، نہ گاؤن، نہ برقع وغیرہ۔ کپڑے خاصے پرتکلف ہوتے ہیں۔ جسم پر چھوٹا سا، باریک دوپٹہ ہوتا ہے جو بدن کے سامنے والے حصے کو ڈھانپنے سے بھی قاصر ہوتا ہے۔ لہٰذا نقاب پہننے کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ خاتون اپنے جسم کو کسی بڑی چادر، جلباب، برقع وغیرہ سے پوری طرح ڈھانپ کر باہر نکلے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے راقمہ کا کتابچہ ''حج میں پردے کے احکام''۔

یاد رہے کہ صرف نقاب پہننے سے عورت کی شخصیت میں مزید کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ جب، حجاب کا مقصد گھر سے باہر نکلتے ہوئے یہ ہے کہ عورت کی شخصیت میں لباس کی کشش، جاذبیت اور انفرادیت نظر نہ آئے بلکہ وہ ایک ایسی

عام عورت محسوس ہو کہ مردانہ نظریں اس کا تعاقب کرنے کی آرزو اور کوشش نہ کرسکیں۔

احرام

مرد کا احرام اَن سلا اور دو چادروں پر مشتمل ہوتا ہے لیکن عورت کا احرام اس کے وہی کپڑے ہیں جو وہ معمول کے طور پر پہنتی ہے البتہ اس میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا:

- ......جاذب اور پرکشش نہ ہوں۔
- ......ڈیزائن دار، اور زیب وزینت والے نہ ہوں۔
- ......تنگ نہ ہوں، مختصر نہ ہوں، کٹے ہوئے فیشن والے نہ ہوں، غرضیکہ پوری طرح ساتر ہوں۔
- ......سر پر لی جانے والی چادر یا دوپٹہ کھلا ڈھلا اور لمبا چوڑا ہوتا کہ عورت کے سامنے کے حصے، پیٹھ اور کمر پر پوری طرح پھیل جائے۔
- ......عورت موزے اور جرابیں پہن سکتی ہے۔
- ......نقاب اور دستانے پہننے کی ممانعت ہے۔
- ......عورت اجنبی مردوں کی موجودگی میں چہرے پر اوڑھنی کو لٹکا کر پردہ کرے گی۔

دورِ حاضر میں حرم میں خواتین خوب سج بن کر آتی ہیں، مختلف فیشنوں کے پرکشش اور جاذب کپڑے پہنتی ہیں بھنوئیں وغیرہ بناتی ہیں۔ جب کہ اس انداز سے حج کی عبادت ادا کرنا یا حرم میں آنا درست نہیں ہے۔ ایک صاحب حج کرنے گئے تو وہاں عورتوں کی حالت زار دیکھ کر رو پڑے اور کہنے لگے ''ہم یہاں اپنا ایمان، نیت اور نظر کی عفت کھونے تو نہیں آئے''، لیکن جدھر نظر اٹھتی ہے دعوتِ گناہ دینے والے لباس اور حلیے میں ملبوس خواتین نظر آتی ہیں۔ چہرے کا پردہ بھی نہیں کرتیں جب کہ چہرے کا پردہ کرنا ضروری ہے۔

- اللہ تعالیٰ ہماری خواتین کو ہدایت دے اور ستر وحجاب نیز اس لباس کا پابند بنائے جو ربّ کریم کی شریعت میں پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ آمین!

عورت کا مرد سے لباس تیار کروانا

عورت کو اپنا لباس صرف عورت ہی سے تیار کروانا چاہیے۔ اگر عورت دستیاب نہ ہو تو وہ مرد سے اس طرح لباس سلوائے کہ اپنا کوئی سلا ہوا کپڑا بھیج دے وہ اس کے مطابق تیار کر دے گا۔ مسلمان عورت کے لیے تنگ لباس پہننا جائز ہی نہیں لہٰذا وہ کھلا اور ڈھیلا ڈھالا ماپ بھیجے گی۔

دورِ حاضر میں عورتیں درزیوں کے سامنے کھڑے ہو کر، دوپٹہ اتار کر تمام اعضا کا ماپ دیتی ہیں۔ مرد درزی کے ہاتھ اس کے پورے اعضا پر حرکت کرتے ہیں جو بدترین گناہ ہے۔ کیونکہ اسلام میں کسی نامحرم عورت کا کسی نامحرم مرد کے جسم کے کسی بھی حصے کو چھونا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام عمر کسی نامحرم کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ (دیکھیے صحیح مسلم، کتاب الامارہ) کجا یہ کہ مرد عورت کے کولہے، کندھے، بازو، سینے وغیرہ کا ماپ لے اور چھوئے۔

آج کی بدتہذیبی کا بھی یہ عجیب مذاق ہے کہ ڈھنڈورا یہ پیٹا جا رہا ہے کہ عورت مردوں کے مخصوص تمام کام کر سکتی ہے، وہ ملکی نظام چلا سکتی ہے، جہاز اڑا سکتی ہے، لیکن جب کوئی معمولی سا بھی کام پیش آتا ہے تو عورتیں بھی عورتوں کو چھوڑ

کر مردوں کی طرف بھاگتی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ عورت فلاں کام اچھا نہیں کرسکتی۔ کپڑے سینے کے لیے بھی مرد درزی ہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حالانکہ ہمارے معاشرہ میں عورتیں ہی صدیوں سے کپڑے سینے کا کام کرتی آ رہی تھیں نیز ان کے لیے آمدنی کا یہ ایک معقول ذریعہ تھا۔

عورت، عورت کا ماپ لے سکتی ہے، لہٰذا بے پردگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عورت کے اندرونی کپڑے تو کسی طور پر بھی نہ مردوں سے سلوانا درست ہے نہ خریدنا۔

ممنوعہ لباس کی سلائی اور فروخت

جو لباس پہننا ممنوع ہے اس کا کاٹنا، سینا، بیچنا، اس پر بٹن لگانا، اس پر کڑھائی کرنا بھی حرام ہے۔ گزشتہ سطور میں یہ تفصیل آچکی ہے کہ ممنوع لباس کون سا ہے۔ آیئے ایک نظر دوبارہ ڈال لیں۔

- ......باریک لباس جس سے جسم کی جلد یا ساخت نظر آئے اگر نیچے استر نہ لگایا جائے۔
- ......تنگ لباس جس سے اعضا الگ الگ نظر آئیں۔
- ......مختصر یعنی آدھے، چوتھائی یا بغیر بازو کی، چھوٹی قمیض یا ٹخنوں سے اوپر شلوار یا تنگ شلوار۔

- ......چھوٹے اور باریک دوپٹے
- ......جن کپڑوں پر تصویریں، غیر مسلموں کی مذہبی علامات یا انگریزی عبارت ہو۔
- ......سوراخ دار یا کٹے ہوئے ڈیزائنوں والے کپڑے۔
- ......عورتوں کے لیے مردوں کے مشابہ لباس تیار کرنا جیسے پتلون، پاجامہ، ٹوپی وغیرہ۔

یاد رہے کہ ان ملبوسات میں کسی قسم کا تعاون گناہ میں تعاون کے مترادف ہے اور حکم ربانی ہے:

﴿ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ﴾ [المائدة: ۲]

''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو۔''

عبداللہ ابن جبرین ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں:

''عورت کے لیے ایسا چست لباس پہننا جائز نہیں جس میں اس کے بدن کے جوڑ الگ الگ دکھائی دیں، عورت کے پستانوں، ہڈیوں، سرین، پیٹ یا کندھوں کے نشیب و فراز کا اظہار مردوں کی نگاہِ التفات کا سبب بنتا

ہے۔ علاوہ ازیں ایسے ملبوسات بار بار پہننے سے ان کی عادت ہو جاتی ہے اور پھر انہیں ترک کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ایسا مختصر لباس بھی اس حکم میں شامل ہے جس سے پنڈلیاں یا بازو یا پاؤں نظر آئیں۔ چست اور مختصر لباس کو محرم مردوں کے سامنے یا عورتوں کے سامنے پہننا بھی درست نہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ یہی عادت بعد میں بازاروں، محفلوں، تقریبات اور دیگر مواقع پر ایسا لباس پہننے کی جرأت اور حوصلہ دیتی ہے۔'' ان حقائق کے پیش نظر ایسے ملبوسات کی خرید و فروخت، ان کا سینا، کاٹنا سب ناجائز ہے، ایسا لباس پہننے والا گنہگار ہوگا اور ایسا لباس پہنانے والا برائی اور سرکشی سے تعاون کرنے والوں میں شمار ہوگا۔ [ستر و حجاب اور خواتین......ترجمہ مریم خنساء]

عورت کے ولی کی ذمہ داری

عورت کے سرپرست مرد، باپ، بھائی، چچا، ماموں، خاوند، بیٹا جو بھی ہو اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو اگر غیر ساتر باریک، تنگ یا چست لباس پہنے دیکھے تو اسے اس سے منع کرے، کیونکہ مرد عورتوں کے امور کے نگران بنائے گئے ہیں۔ان خواتین کی بھی یہ ذمہ داری ہے جو گھر میں بڑی ہیں کہ وہ ان خواتین کو سمجھائیں جنہیں اسلامی لباس کا احساس نہیں ہے کیونکہ یہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کی ایک شکل ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اپنی بیویوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ جسم کی ہیئت اور ابھار اور اونچ نیچ نمایاں ہو جائے۔[المبسوط]

معلوم ہوا کہ امرائے حکومت کو اس سلسلے میں عوام کو تلقین بھی کرنا چاہیے اور قانون بھی بنانا چاہیے۔خود عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا باریک دوپٹہ پھاڑ کر اسے موٹا دوپٹہ اوڑھایا۔ [موطا امام مالك بحواله مشكوٰة المصابيح]

علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ عورت کے ولی پر واجب ہے کہ عورت کو

ممنوعہ لباس اور دیگر اشیائے محرمہ سے دور رکھے اور ان سے منع کرے اگر وہ باز نہ آئے تو اس کو سزا و تنبیہ اور مار پیٹ یا دوسرے ذریعہ سے منع کیا جائے۔ حدیث میں ہے کلکم راع و مسئول عن رعیتہ۔ ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے سوال ہوگا۔''

[فتاویٰ برائے خواتین اسلام، ص:۶۲۴]

معلوم ہوا کہ جب سربراہِ خانہ کسی بچی کے بارے یہ سمجھے کہ اب وہ بڑی ہوگئی ہے تو اسے دوپٹہ اوڑھنے اور ساتر لباس پہننے کی تلقین کرے۔

نسوانی جوتے

جوتا پاؤں کو زمین کی گرمی، سردی اور جلد کو تکلیف دینے والی چیزوں سے بچانے کا واحد ذریعہ ہے۔ نیز جوتا پہن کر چلنے سے پاؤں گندگی سے محفوظ رہتے ہیں۔

چونکہ اب جوتے ضرورت کی بجائے شخصیت میں دل کشی، وقار اور جاذبیت پیدا کرنے کے لیے بنائے اور پہنے جاتے ہیں اس لیے بعض اتنے نازک ہوتے ہیں کہ پاؤں کے ساتھ لگتے ہی پیچ ڈھیلے چھوڑ دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خواتین کو زینت کی چیزیں چھپانے کا حکم دیتے ہوئے تاکید کی کہ وہ جاہلیتِ اولیٰ کی طرح اپنی سج دھج نہ دکھاتی پھریں۔ نیز زمین پر پاؤں مار کر اس طرح نہ چلیں کہ چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو جائے۔

ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ﴾

”اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے۔“ [النور: ۳۱]

اس دور میں جوتا بذاتِ خود زینت نہیں ہوتا تھا لیکن اب ہر جوتا پہننے والا اپنی نیت کو بخوبی جانتا ہے کہ اس کا مقصد صرف پاؤں کو زمین کے مضر اثرات سے بچانا ہے یا ''ذرا اچھے لگتے ہیں''...... ''بہت خوب صورت لگیں گے''......اس ''سوٹ کے ساتھ یہ جوتا بہت سجے گا''......کا مطمع نظر۔

عقل بہانہ جو کہہ سکتی ہے کہ جوتا زینت والا ہو یا بغیر زینت کے۔ اللہ نے اسے چھپانے کی پابندی نہیں لگائی وہ ﴿ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ سوائے اس کے جو خود ظاہر ہوجائے میں شامل ہے۔ تو پھر آپ کون ہوتے ہیں، چمکتے، دمکتے، ہیروں موتیوں سے جڑے، گوٹے طلے سے منقش، پرکشش رنگوں اور ڈیزائوں والے جوتے پہننے سے روکنے والے؟

سوال یہ ہے کہ اگر جوتا پہن کر پاؤں مزید خوب صورت لگیں، چال میں تفاخر آجائے، شخصیت کی کششِ میں اضافہ ہوجائے۔ نگاہیں خود بخود جوتے کی خوب صورتی پر جم کر...... جوتا پہننے والی کا چہرہ دیکھنے کی خواہش کرنے لگیں تو پھر......

اونچی ایڑی کے جوتے

اونچی ایڑی کے جوتے دورِ حاضر کا ایک عام رواج ہے۔ جس نے بہت سے چھوٹے قد والوں کے احساس کم تری کو تسکین کا سامان مہیا کردیا ہے۔ اونچے

جوتوں کے بل پر تین چار انچ تک بآسانی اپنے قد کو دیکھنے والوں کی نظر میں طویل کیا جا سکتا ہے۔ دورِ قدیم کی جاہلیت اور دورِ حاضر کی روشن خیالی میں یوں بھی چولی دامن کا ساتھ ہے، جس کا منہ بولتا ثبوت رسولِ صادق ومصدوق ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"بنی اسرائیل میں ایک پستہ قد عورت تھی جو دو طویل قامت عورتوں کے ساتھ چلا کرتی تھی۔ اس نے دو لکڑی کے جوتے پہن لیے اور ایک سونے کی خول دار انگوٹھی بنائی جو بند ہوتی تھی۔ اس نے اس میں کستوری بھر دی جو کہ بڑی عمدہ خوش بو تھی۔ پھر وہ دو عورتوں کے درمیان چلی تو لوگوں نے اسے نہ پہچانا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا...... امام شعبہ جو اس حدیث کے راوی ہیں، انہوں نے اپنے ہاتھ جھاڑ کر اس عورت کے اشارے کے بارے میں بتایا......

مسند ابی یعلٰی میں یہ بھی ہے کہ وہ عورت جب مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرتی تو اپنی انگوٹھی کا خول کھولتی تو خوش بو مہک جاتی۔ [صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ مع شرح نووی۔ مسند ابو یعلٰی ۱۲۱۳۔ مسند احمد: ۳/ ۳٦۰٤۰]

مذکورہ عورت کی شر انگیزی یا دل لگی کا گہری نظر سے مطالعہ کیجیے۔ وہ پستہ قد تھی وہ خود کو لمبا دیکھنا یا دکھانا چاہتی تھی، لہٰذا لکڑی کے اونچے جوتے بنوائے۔ شاید

یہ اسی عورت کی ایجاد ہو کیونکہ اکثر فیشنوں کی موجد عورتیں ہی ہیں۔ لمبے قد کی عورتوں کے درمیان چل کر اس نے اپنے نفس کو یہ فریب دیا کہ میں طویل قامت ہوگئی ہوں۔ لوگ پہچان ہی نہ پائے کہ یہ وہی پستہ قد عورت ہے۔ مردوں کی مجالس کے قریب سے گزرتی تو خوشبو بکھیرتی تا کہ مرد اس کی طرف متوجہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے خود ہر قسم کی بے حیائی سے منع فرمایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ واقعہ کیوں سنایا؟ یقیناً ہم مسلمان عورتوں کو خبردار کرنے کے لیے۔ مذکورہ حدیث سے چند باتیں پہلی نظر ہی میں واضح ہو جاتی ہیں۔

- ......عورت کا ایسے طور طریقے اختیار کرنا جن سے اس کی شخصیت غیر مردوں کے لیے دل کشی کا باعث بنے، ناپسندیدہ ہے۔
- ......اونچی ایڑی کا یا اونچا جوتا پہن کر خود کو طویل قامت ثابت کرنا ناپسندیدہ ہے۔
- ......بے حیائی کا ایک فیشن اور بہت سے بے حیائی کے فیشنوں کا پیش خیمہ بنتا ہے۔
- ......عورت کا خوش بو لگا کر باہر نکلنا ممنوع ہے۔
- ......اونچی ایڑی یا اونچا جوتا پہننا دوسروں کو دھوکا دینا ہے اور اسلام دھوکا دینے کو منافق کی علامت قرار دیتا ہے۔ اسی لیے سفید بالوں کو کالے رنگ سے

رنگنا بھی ممنوع ہے۔

- ......اونچی ایڑی کا یا اونچا جوتا پہننے والے میں فخر وغرور پیدا ہو جاتا ہے۔
- ......اونچے جوتے سے چال میں تفاخر آ جاتا ہے جب کہ حکم یہ ہے کہ

﴿لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا﴾ [لقمان:١٨]

''زمین پر اترا کر مت چلو۔''

رسول اللہ ﷺ نے اونچی ایڑی والے جوتے کو بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کا کام بتایا اس کی تائید آج کے معاشرے کے وہ دانش ور بھی کرتے ہیں جو وحی کے نور سے بے بہرہ ہیں۔ چنانچہ ایک برطانوی جریدے کی رپورٹ کے مطابق اونچی ایڑی والا جوتا پہننے سے عورتوں میں جنسی کشش پیدا ہو جاتی ہے۔

[نوائے وقت، مارچ ١٩٩٥ء]

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نے بھی اونچی ایڑی کو اسلامی آدابِ لباس کے منافی قرار دیا ہے۔نوائے وقت اخبار لکھتا ہے:

''سعودی عرب میں مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز ابن باز نے عورتوں کے لیے اونچی ایڑی کے جوتے پہننے پر پابندی لگا دی ہے اور اسے غیر قانونی قرار دیا ہے۔سعودی عرب کی خبر رساں ایجنسی کے مطابق عورتیں اپنے آپ کو بڑے قد کا دکھانے کے لیے یہ جوتے استعمال کرتی ہیں۔سعودی عرب میں اسلامی قوانین کے سبب عورتیں اپنے حسن کی نمائش غیر محرم مردوں

کے سامنے نہیں کر سکتیں۔" [نوائے وقت، ۱۳ مارچ ۱۹۹۶ء]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے قریب کچھ عورتیں ایسی ہوں گی جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود مردوں کی طرف مائل ہونے والی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ہوں گے اور یہ مٹک مٹک کر چلیں گی۔ ایسی عورتیں جنت کی خوش بو تک نہیں پا سکیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوش بو پانچ سو سال کی مسافت تک محسوس کی جا سکے گی۔

[صحیح مسلم، کتاب اللباس]

رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے لیے ایسی چال ناپسندیدہ قرار دی ہے جس میں مٹک مٹک کر چلنے کا عنصر شامل ہو جائے۔ ہر جوتا پہننے والا خود اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کون سی جوتی سے چال میں یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ جوگر، بوٹ، گرگابی، سینڈل، ہوائی چپل، ربڑ کی چپل، کپڑے کی بند جوتی، کھسہ، سینڈل، سلیپر۔ جوتا بدلتے ہی چال بھی بدل جائے گی۔

آواز پیدا کرنے والے جوتے

اسلام چاہتا ہے کہ عورت کی ہر چیز اخفا میں رہے۔ جب وہ رستہ چلے تو کسی کو پتا ہی نہ چلے کہ کوئی عورت ادھر سے گزر رہی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے خوش بو لگا کر باہر نکلنے والی عورت کے بارے فرمایا کہ وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ

ہے۔[ترمذی، ابواب الآداب، باب ما جاء فی کراھیة خروج المراة متعطره]

آج کل اکثر جوتے ایسے ہیں جو چلتے ہوئے آواز پیدا کرتے ہیں۔ تارکول اور اینٹوں کی سڑکوں پر یہ آواز اتنی نمایاں ہوتی ہے کہ گھوڑے کے سموں کی طرح دور ہی سے سگنل مل جاتا ہے کہ کوئی آ رہا ہے۔ سب کی نظریں بے اختیار ادھر اٹھ جاتی ہیں۔ اگر ٹک ٹک کر کے آنے والی صنف نازک ہو اور اس کی طرف اٹھنے والی نظریں نامحرم مردوں کی ہوں تو قصور کس کا؟ ایسا جوتا پہننے والی کا یا آواز سن کر متوجہ ہونے والے کا۔

ننگے جوتے

اکثر جوتے ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں پہن کر بھی پاؤں کا اوپر کا حصہ ننگا رہتا ہے اور اس کی تمام آرائش وغیرہ نظر آتی ہے۔ اگر عورت کا رنگ خوب صورت اور پرکشش ہے یا اس کے پاؤں کی قدرتی ساخت خوب صورت ہے یا اس نے پاؤں میں مہندی وغیرہ لگا رکھی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے ہوئے یا نامحرموں کے سامنے آتے ہوئے ایسا بند جوتا پہنے جس سے تمام آرائش چھپ جائے۔ یا جرابیں پہنے تاکہ پاؤں اور آرائش دونوں پر نظر نہ پڑے۔ اگر پاؤں پر کوئی آرائش کی چیز نہیں، نہ ہی جلد کی رنگ اور ساخت پرکشش ہے یا پاؤں کا بیشتر حصہ بند جوتے کی وجہ سے ڈھکا ہوا ہے یا عورت بوڑھی ہے تو جرابیں نہ بھی ہوں تو کوئی ہرج

نہیں۔

پیروں پر مہندی

پیروں پر مختلف قسم کے پر کشش ڈیزائن بنا کر مہندی لگانے کا رواج عام ہے۔ نیز نیل پالش یا مہندی پاؤں کے ناخنوں پر اس انداز سے لگائی جاتی ہے کہ وہ خوب صورت معلوم ہوں۔ نیل پالش ایک پینٹ ہے اور اس کی موجودگی میں غسل یا وضو ہی نہیں ہوتا۔ رہی مہندی تو عورت کے لیے پاؤں میں مہندی لگانے کی اجازت ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مہندی عورت کی زینت ہے خصوصاً جب وہ صرف ناخنوں پر لگائی گئی ہو یا مختلف بیل بوٹے وغیرہ بنا کر لگائی گئی ہو۔ اگر مہندی پورے پاؤں پر ایک جیسی مل دیں تو اس میں اتنی کشش نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر عورت نے پاؤں کے کسی بھی حصے پر مہندی لگا رکھی ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے ہوئے یا نامحرم مردوں کے سامنے آتے ہوئے اپنے پاؤں کو جراب وغیرہ سے مکمل طور پر ڈھکے تاکہ مہندی کی آرائش ظاہر نہ ہو۔

جرابیں کیسی ہوں؟

جو جورابیں جلد کے رنگ کے مشابہہ ہوں وہ پاؤں کو مزید خوب صورت بناتی اور دکھاتی ہیں۔ دیکھنے والے کو اس دھوکے میں مبتلا کرتی ہیں کہ یہ جلد ہی کا رنگ ہے لہٰذا جلد کی رنگت والی جورابیں پہننے سے بھی گریز کرنا چاہیے۔ اور وہ

جورابیں پہننی چاہئیں جو جلد کے رنگ سے مختلف ہوں۔ کیوں کہ مقصد پاؤں کی زینت چھپانا ہے نہ کہ بڑھانا۔

جوتے، فیشن اور اسراف

فیشن سے مراد یہ ہے کہ نمائش اور آرائش کے نقطہ نظر سے جس چیز کا عام چلن ہو جائے۔ بہتر اور ساتر جوتوں کی موجودگی میں نئے جوتے خریدنا یا اپنے سوٹوں کے ساتھ میچ کرنے والے رنگوں کے جوتے بغیر ضرورت خریدنا فیشن اور اسراف ہی کے زمرے میں آتا ہے۔ جب کہ اسلام سادگی اور کفایت شعاری کی تلقین کرتا ہے۔ لہٰذا جوتا خریدتے ہوئے حقیقی ضرورت کو مدنظر رکھنا چاہیے نہ کہ فیشن کو۔

مردانہ جوتے زنانہ پاؤں

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی ملیکہ نے پوچھا ''کیا عورتیں مردانہ ساخت کے جوتے پہن سکتی ہیں؟'' ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی عادات پر اور لباس میں مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔'' [سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، ح: ۴۰۹۷]

لہٰذا عورت کو جوتا پہنتے ہوئے یہ غور کر لینا چاہیے کہ کہیں وہ مردانہ ساخت کا جوتا تو نہیں پہن رہی؟

حاصل یہ کہ

○......ایک باحیا عورت کو ایسا جوتا پہننا چاہیے جو چلتے ہوئے آواز پیدا نہ کرے۔ نہ ہی وہ اتنا سج دھج اور چمک دمک گوٹے طلے والا ہونا چاہیے کہ وہ خود زینت بن جائے، جب کہ جوتا لباس ہی کی ایک قسم ہے۔ جب کہ عورت کو زینت چھپانے کا حکم ہے نہ کہ ظاہر کرنے کا۔ بغیر ضرورت صرف بدلتے فیشنوں کا ساتھ دینے کے لیے جوتے خریدتے جانا اسراف ہے۔

○...... جوتے کی ساخت ایسی ہونا چاہیے کہ چال میں اکڑ اور غرور پیدا نہ ہو بلکہ عاجزی پیدا ہو۔

○......بعض چپلیں بھی ایسی ہوتی ہیں کہ چلتے ہوئے ٹپ ٹپ کی آواز پیدا کرتی ہیں۔ ایسی چپلیں پہن کر عورت کو غیر محرم مردوں کے سامنے سے نہیں گزرنا چاہیے۔

○......اونچی ایڑی کا جوتا چال میں تفاخر بھی پیدا کرتا ہے، قد کو طویل دکھاتا ہے نیز یہ بنی اسرائیل کی ایک بے حیا عورت کا فیشن ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

○......اللہ تعالیٰ نے حیا والی چال کا عورت کی صفت کے حوالے سے خصوصی ذکر کیا، فرمایا:

﴿ فَجَآءَتْهُ إِحْدٰهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ﴾ [القصص: ۲۵]

''ان میں سے ایک شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی۔''

○......اگر خوب صورت اور سج دھج والے جوتے پہننے کا شوق ہے یا کسی عورت کے شوہر کی خواہش ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے خوب صورت، چمکتے دمکتے جوتے صرف شوہر کی موجودگی میں پہنے، یا پھر عورتوں کی موجودگی میں پہنے، نامحرم مردوں کے سامنے پہننے سے بہر حال اجتناب کرے۔

وما توفیقی الا باللہ

بحمداللہ تمّ

اسلامی معاشرت
کے اہم انفرادی پہلو

☆ انسان کا مقصد حیات اللہ کی عبادت واطاعت ہے۔ لہذا ہر لمحے اس کی عبادت واطاعت کے تقاضے......اطاعت رسول ﷺ کی حدود میں رہ کر کرنا۔

☆ خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت اور محبت کو ہر شعبہ زندگی میں ملحوظ رکھنا۔

☆ اولاد کو اللہ کی خاص نعمت سمجھ کر......اسلامی اقدار وآداب کے تحت اس کی پرورش کرنا۔

☆ بلوغ کی عمر کو پہنچتے ہی فوراً نکاح کا اہتمام کرنا۔

☆ انتخاب زوج کی تلاش میں تقویٰ کو ترجیح دینا۔

☆ طویل منگنی کی بجائے نکاح اور رخصتی کرنا۔

☆ اشیائے ضرورت میں نبوی معیار کو نمونہ بنانا......زائد ملے تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں رہ کر خرچ کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حکم استیذان پر عمل کرنا۔

☆ ستر وحجاب......اور غض بصر کی پابندی کرنا۔

☆ حقوق لینے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوشاں رہنا۔

☆ مرد کا منصب قوام کے تقاضے ......کفالت بہ کسب حلال ...... حفاظت اوامر ونواہی ......اور امارت وخلافت کا علم حاصل کرنا ...... اور ممکنہ حد تک اسے بروئے کار لانا......

☆ خواتین کا احترام اور وقار برقرار رکھنا۔

☆ عورت کا گھر میں ٹک کر اطاعت قوام (شریعت کی حدود میں رہ کر) کرنا اور نگرانی اطفال کی ذمہ داریاں نبھانا۔

☆ دنیا کی دیگر اقوام کی مسرفانہ زندگی اور تعیش کے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز حیات کی پیروی کرنا۔

☆ رفاہ دنیا کے بجائے فلاح آخرت میں ڈوبے رہنا۔

☆☆☆

احکام الجنائز للالبانی

پردہ، الحاج ابراہیم یوسف باوا

ستر وحجاب اور خواتین، ترجمہ مریم خنساء

الاعتصام ہفت روزہ، لاہور

نوائے وقت (روزنامہ)



خواتین کے لیے تربیتی کتب

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
بیوہ کی عدت	15	نسوانی بال اور ان کی آرائش	30
صنف مخالف کی مشابہت	18	اشیائے ضرورت کا معیار	30
منگنی اور منگیتر	18	غض بصر اور مرد حضرات	30
رشتے کیوں نہیں ملتے	27	بری اور برات	20
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق	25	دیور اور بہنوئی	18
عورت اور میکہ	24	ساس اور بہو	15
سوتیلی ماں اور اولاد	15	عورت وفات سے غسل و تکفین تک	12
مسائل طہارت اور خواتین	20	ستر وحجاب اور خواتین	25
نکاح کوئیز	25	صلہ رحمی اور اس کے عملی پہلو	40
تقسیم وراثت اور ہمارا معاشرہ	15	چند آیات کی تفسیر اور اعمال صحابہ رضی اللہ عنہم	27
محرم مرد اور ان کی ذمہ داریاں	24	مکاتیب مریم (مریم خنساء کے لکھے ہوئے خطوط)	160
خطوطِ مسعود (اہلیہ کے نام)	100	سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بحیثیت زوجۃ النبی ﷺ	15
اعتکاف اور خواتین	15	حفظ حیا اور کنواری لڑکیاں	25
حفظ حیا اور محرم رشتہ دار	25	مہر: بیوی کا اوّلین حق	23
پردہ اور خاندان	25	مطلقہ خواتین اور ان کے مسائل	15
شادیوں کی رسومات، دعوتیں اور ان میں شرکت	25	عورت اور بازار	18
بیویوں کے درمیان عدل	30	حج میں چہرے کا پردہ	10
عورت کا لباس	45		



مشربہ علم وحکمت
0300-4270553
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور